REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۱۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم
نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۱ر شوال ۱۴۱۴ ہجری۔ ۲۴ر امان ۱۳۷۳ ہش ۲۴ر مارچ ۱۹۹۴ء

## اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۰ر مارچ (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کی روح القدس سے تائید فرمائے۔

آمین۔

# امتحان سے ہی انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کرتا ہے

## ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"امتحان کا ہونا تو ضروری ہے اور امتحان بڑی چیز ہے۔ سب پیغمبروں نے امتحان سے ہی درجے پائے ہیں۔ یہ زندگی دنیا کی بھروسہ والی زندگی نہیں ہے۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو آخر چھوڑنی پڑتی ہے۔ مصائب کا آنا ضروری ہے۔ دیکھو ایوبؑ کی کہانی میں لکھا ہے کہ طرح طرح کی تکالیف اُسے پہنچیں اور بڑے بڑے مصائب نازل ہوئے اور اُس نے صبر کئے رکھا۔ ہمیں یہ بہت خیال رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہماری جماعت صرف خشک استخوان کی طرح ہو ...... یاد رکھو! خدا تعالیٰ کا ساتھ بڑی چیز ہے۔ اگر فرض بھی کر لیں کہ نہ کوئی بیٹا رہے نہ کوئی مال ودولت رہے پھر بھی خدا بڑی دولت ہے۔ اُس نے یہ کبھی نہیں کیا کہ جو اُس کے ہو کر رہتے ہیں ان کو بھی تباہ کر دیا ہو۔ اس کے امتحان میں استقلال اور ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ یاد رکھو کہ امتحان ہی وہ چیز ہے جس سے انسان بڑے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے۔ نری نمازیں اور دنیا کے لئے ٹکریں کچھ چیز نہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے قضاء وقدر کے ساتھ شکوہ نہ کرے اور رضا بالقضا پر عمل کرنا سیکھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے میرے نزدیک وہی صدیقوں شہیدوں اور صالحوں میں سے ہے۔ جان سے بڑھ کر اور تو کوئی چیز نہیں اس کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہم چاہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۳۸۲ - ۳۸۳)

## خوشخبری

### ساہیوال کے پانچ اسیرانِ راہِ مولیٰ کی رہائی

قادیان ۲۰ر مارچ۔ الحمد للہ۔ مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلغ بمبئی نے بذریعہ فون یہ اطلاع دی ہے کہ ساہیوال کے تمام قیدی (مکرم محمد الیاس منیر صاحب اور اُن کے ساتھی) رہا کر دیئے گئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ہے کہ خوشی کے اس موقعہ پر میری طرف سے قادیان میں پانچ بکرے صدقہ کر دیئے جائیں۔ (ادارہ)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸ر مارچ ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

# جن گھروں میں ذکرِ الٰہی کی آوازیں بلند ہوتی ہیں وہاں خدا کا نور اترتا ہے

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعتِ احمدیہ کی تمام برکات کو اتفاق سے وابستہ فرمایا ہے

### از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن (ایم۔ ٹی۔ اے)۔ تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب نبیوں کے نور سے بڑھ کر تھا۔ آپ ایک نور تھے اور اُس نور کو بڑھانے کے لئے ایک اور نور آسمان سے اترا تو آپ نورٌ علیٰ نور بن گئے۔

حضور نے فرمایا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور حاصل کرنے کے لئے کچھ اندرونی صلاحیتیں درکار ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ایک طور کے نور کی مثال بن گیا۔ پھر وہاں سے صحابہؓ نے جن کو اللہ نے ذہنی عطا فرمائی اُس نور سے اپنے دلوں کے نور روشن کئے۔

حضور نے آیتِ کریمہ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ ..... (النور) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ نور دراصل ذکرِ الٰہی ہے۔ جن گھروں میں ذکرِ الٰہی کی آوازیں بلند ہوتی ہوں وہاں خدا کا نور اترتا ہے اور ان گھر کو بلند کر دیتا ہے۔ اُن کو رفعتیں عطا کر دیتا ہے۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں سے ایک اقتباس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سلسلہ (احمدیہ) اس لئے چلایا گیا ہے کہ جو متقی ہوں ان کو اکٹھا کیا جائے۔ اور متقیوں کا یہ گروہ تمام دنیا پر اپنے نیک اثرات قائم کرے اور ان کی حالتیں بدلے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر الٰہی جماعتوں سے اتفاق اُٹھ جائے تو ان کی تمام برکتیں جاتی رہتی ہیں۔ دشمن پر ان کا رعب باقی نہیں رہتا۔ ان کے اندر تاثیر کی طاقتیں باقی نہیں رہتیں۔ جہاں جہاں بھی جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے وہاں سے تمام برکتیں اُٹھ جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعتِ احمدیہ کی تمام برکات کو اتفاق سے وابستہ فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو متقی لوگ ہوتے ہیں وہ فسادوں پر غالب آجایا کرتے ہیں۔ ان کا تقویٰ ان کا انکسار بدیوں کو زائل کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ نسخہ کہ "سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلّل اختیار کرو" اپنے اندر عظیم عرفان رکھتا ہے۔ جو لوگ یہ نسخہ استعمال نہیں کرتے۔ اور جھوٹے بھی سچے بننے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر کیسے اصلاح ہو سکتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ نور ہی زندگی بخشتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

خلاصہ خطبہ عید الفطر ۱۴؍مارچ ۱۹۹۴ء بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو۔کے۔

# مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ عید والے دن اپنے غریب بھائیوں کو نہ بھول جانا

## تعلق باللہ کی خاص نشانی یہ ہے کہ انسان کے تکبر کا غبارہ پھٹنے لگتا ہے

## اگر تم ان قربانیوں کی رُوح کو زندہ رکھتے ہوئے بقیہ دن صرف کروگے تو تمہارا فطر بھی روزوں کے مرتبہ پر ہوگا

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن (ایم۔ٹی۔اے)۔ تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عید الفطر اور عید الاضحیہ کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قربانیوں سے عیدوں کے دو قسم کے تعلق ممکن ہیں۔ ایک ذاتی قربانی جس میں سے گزر کر انسان ایسی عید منائے جس میں یہ پیغام ملتا ہو کہ گویا تمہاری قربانیاں قبول ہوئیں۔ ایک عید وہ ہے جس کا تعلق گزشتہ زمانے میں کسی بہت بڑی قربانی کے ساتھ ہے۔ عید الفطر کا پہلی قسم سے تعلق ہے۔ اور عید الاضحیہ کا دوسری قسم سے۔ حضور نے فرمایا عید الفطر جسے ہم چھوٹی عید بھی کہتے ہیں یہ عظمت کے لحاظ سے چھوٹی سہی مگر ہم میں سے ہر وہ شخص جو توفیق رکھتا ہے اس کے لئے ذاتی قربانیوں میں سے گزرنے کے بعد گویا تمام اُمّت مشترکہ طور پر کسی نہ کسی رنگ میں قربانیوں کا مزہ چکھتی ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے بچے بھی رمضان کے دنوں میں بیدار ہو جاتے ہیں۔ راتیں جاگ جاتی ہیں۔ لوگ عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔ قرآنِ کریم کی پہلے سے بہت بڑھ کر تلاوت کی جاتی ہے۔ پس چھوٹی عید کا تعلق اُمّتِ محمدیہؐ کے ہر فرد سے ہے۔

حضور نے فرمایا، ہم میں سے جو روزے رکھنے کی توفیق پا گئے اور جو نہ پا سکے لیکن اس وجہ سے غمگین رہے کہ کاش ہم بھی یہ توفیق پاتے، اللہ اُن سب کو اس عید کی خوشیوں میں شامل فرمائے۔ ان معصوم بچوں کو بھی جنہوں نے اپنے رنگ میں اپنی عمر کے تقاضوں کے پیشِ نظر کسی نہ کسی رنگ میں عید کمائی ہے۔ عید کمانا اس لئے کہ جو عید قربانیوں کے بعد آتی ہے وہ ایک رنگ میں کمائی جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا عید الفطر کے ساتھ افطار کا جو دور شروع ہوتا ہے وہ دراصل یہ پیغام لے کر آتا ہے کہ جس طرح ماہِ صیام میں روزہ سے حلال چیزوں سے بھی پرہیز رہا اور افطار کے وقت حلال چیزوں کو استعمال کیا گیا۔ یہی طور طریق عید الفطر کے بعد بھی جاری رہنا چاہیئے کہ ہر صورت میں خدا کی رضا مقدم ہو۔ اور حرام چیزوں سے کُلیتہً پرہیز کیا جائے۔ حضور نے فرمایا مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس عید میں اور کیا کیا سبق ملتے ہیں جو ہمیں سال بھر یاد رکھنے چاہئیں۔ اور یہ کہ قربانیاں قبول ہونے کی علامتیں کیا ہیں۔ ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ میری قربانیاں قبول ہوئیں۔ قرآن کریم نے ہمارے سامنے یہ مثال رکھی ہے کہ آدمؑ کے دو بیٹے تھے۔ ایک کی قربانی قبول ہوئی، دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ جس کی قبول نہ ہوئی تھی اُسے اتنا غصہ آیا کہ اُس نے فیصلہ کیا کہ جس کی قربانی خدا نے قبول کی ہے مَیں اُسے قتل کر دوں گا۔ اور جس کی قربانی قبول ہوئی تھی اُس نے کہا مَیں تم پر ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا۔ میرا خدا ہے جو تمہیں سزا دے گا۔ اس واقعہ میں یہ مضمون سکھایا گیا ہے کہ کون لوگ ہوتے ہیں جن کی قربانیاں قبول ہوتی ہیں۔ اور کن کی قبول نہیں ہوتیں۔ وہ شخص جسے اپنی قربانی قبول نہ ہونے پر غصہ تھا، اُس نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اس لائق نہ تھا کہ اس کی قربانی قبول ہو۔

حضور نے فرمایا کہ آج پاکستان میں احمدی جو خوش ہوتے ہیں کہ ہماری قربانی قبول ہوئی تو دیکھیں انہیں کتنا غصہ آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم تمہیں قتل کریں گے اور ماریں گے۔ تم ہوتے کون ہو خوشیاں منانے والے۔ کوئی فرق ہے جو انہیں محسوس ہو رہا ہے۔ جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ کے بے شمار فضل نازل ہو رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا عید وہ ہے جو قربانیاں قبول ہونے کے نشان لے کر آتی ہے اور قربانیوں کے قبول ہونے کے نتیجہ میں ایک پاک تبدیلی دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ وہ قربانیوں کی عید ہے جس کا عید الفطر سے بھی ایک تعلق ہے۔ حضور نے فرمایا رمضان ہمیں دو طرح کی قربانیاں سکھانے کے لئے آتا ہے۔ ایک بنی نوع انسان کے دُکھ محسوس کرنے کی قربانی اور ایک قُربِ الٰہی کی طرف پہلے سے زیادہ بڑھنے کی قربانی۔ گویا یہ رمضان خالق اور خَلق کے لئے اتصال کا حکم رکھتا ہے۔ کوئی انسان اپنے ربّ کو پا نہیں سکتا جب تک اس کے بندوں کے لئے پہلے سے بڑھ کر اس کے دل میں ہمدردی پیدا نہ ہو۔ حضور نے فرمایا جہاں جہاں بھی انسانیت، انسان کے مظالم تلے سسک رہی ہے اُن سب کا درد پیدا کرنا رمضان کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ عید والے دن اپنے غریب بھائیوں کو نہ بھول جانا۔ ورنہ یہ نہ ہو کہ جو کچھ تم نے مہینہ بھر کمایا، مہینہ ختم ہوتے ہی سب کچھ بھلا دیا۔ حضور نے فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر روزے کے بعد فطر کے دور کو بھی قربانیوں کے دور میں شامل فرما دیا تھا۔ اگر تم ان قربانیوں کی رُوح کو زندہ رکھتے ہوئے بقیہ دن صرف کروگے تو ایسے فطر کے دور میں داخل ہوگے جہاں تمہارا فطر بھی اللہ کے حضور روزوں کے مرتبہ کو پہنچا ہوگا۔

حضور نے فرمایا تعلق باللہ کی خاص نشانی یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہمیشہ پہلے سے چھوٹا دیکھنے لگتا ہے۔ انسان کے تکبّر کا غبارہ پھٹنے لگتا ہے۔ یہ وہ تعلق باللہ کی علامت ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کے حواریوں میں ایسی حالت میں پیدا ہوئی کہ وہ بالکل مسکین اور بے شر لوگ تھے۔ یہی تاریخ آج پاکستان میں دُہرائی جا رہی ہے۔ اور تمہاری قربانیوں کی علامت بن کر تم پر اُتر رہی ہے۔ اس کے بعد تمہارے لئے ایک اعلیٰ فطر کا دور آئے گا جو آخری سانس تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ پس اپنی عید الفطر کی حفاظت کرو۔ اسے اپنے وجود میں نافذ کر دو۔ ایسا کر دوگے تو اس عُروۃ وُثقیٰ پر تمہارا ہاتھ پڑ جائے گا جس کے مقدّر میں ٹوٹنا نہیں۔ خدا کرے کہ ہم عید کے ان پیغامات کو سمجھیں۔ اگر یہ شعور ساری جماعت میں پیدا ہو جائے تو ہماری عید حقیقی اور دائمی بن جائے گی۔

خُطبہ عید الفطر کے آخر پر حضور ایدہٗ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں مظلوم احمدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا نہایت پُر درد اور رقّت انگیز رنگ میں ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے ظالم حُکّام اور مولویوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ معمولی معمولی دنیوی اور سیاسی مفاد اور اپنے وزارت کے قلمدانوں کی خاطر مجبور اور مظلوم احمدیوں پر نہایت نیچ اور کمینی طرز کے حملوں میں مصروف ہیں۔ یہاں تک کہ آج غریب احمدیوں کی خوشیاں اور مُسکراہٹیں بھی اُن سے چھینی جا رہی ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ لوگ جو اپنی طاقت اور قلم کے نشے میں مخمور مجبور و مظلوم احمدیوں پر ظلم کر رہے ہیں، مَیں اُن کو لوح و قلم کے مالک کی گرفت سے ڈراتا ہوں۔ حضور نے فرمایا اگر ان ظالموں کی ایسی ہی حالت رہی تو پھر ہماری دُعائیں بھی ان کے حق میں کام نہیں آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل اور سمجھ عطا کرے۔

خُطبہ کے آخر میں حضور انور نے بالخصوص اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے دُعا کی درخواست کی۔

> "مبارک وہ قیدی جو دُعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔"
>
> (لیکچر سیالکوٹ)

# آپ نے جس چیز کی حفاظت کرنی ہے وہ قادیان کا تقویٰ ہے اور قادیان کا نور ہے!

## آج قادیان کو ایسے متقیوں کی ضرورت ہے جن کی کشش ماحول کو اپنی طرف بڑی قوت کے ساتھ کھینچ لے

## احمدی خواتین میں خدمت کا ایسا عظیم الشان جذبہ پایا جاتا ہے کہ دنیا کی کسی قوم کی عورتوں میں اس کی مثال نہیں مل سکتی!

**از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ خطاب برائے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۳ء بمقام مسجد روز ہل ماریشس**

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت کی:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۠

(الفتح: ۳۰)

پھر فرمایا:-

آج ہماری یہ خوش بختی ہے کہ ہم قادیان دارالامان کے بین الاقوامی جلسہ سالانہ میں سیٹلائٹ کے ذریعہ شرکت کر رہے ہیں اور اس ذریعہ سے تمام دنیا کے احمدی اور بہت سے احمدیت میں دلچسپی لینے والے بھی آج مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک مختلف ملکوں میں بٹے ہوئے مگر ایک جگہ، ایک آواز پر ایک صورت پر اکٹھے ہو کر اس جلسہ میں شمولیت کر رہے ہیں۔ قادیان کی بستی وہ بستی ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”خدا نے اس ویرانہ کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا ہے کہ ہر ایک ملک کے لوگ آ کر جمع ہوتے ہیں۔“ (۱)

### قادیان مجمع الدیار

پس آج پھر ہم یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں کہ قادیان میں مختلف ممالک سے لوگ اکٹھے ہوئے ہیں لیکن ایک اور روحانی ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کے انسانوں کو ان میں سے جو بصیرت رکھتے ہیں آج قادیان کے جلسہ میں اکٹھا کر دیا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ

”ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔“ (۲)

یہ ایک پیشگوئی ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ مذکر کی بجائے مؤنث کا صیغہ کیوں استعمال فرمایا اور ”چمک دکھلا دے گا“ کے بجائے ”چمک کر دکھلا دے گی“ کیوں فرمایا۔ کلام الامام بہت گہرے مضامین اپنے اندر رکھتا ہے اور انسان غور سے سمجھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان کو ایک چھوٹی سی گمنام بستی کے طور پر پیش کر رہے ہیں جس کی دنیا کو کچھ خبر نہیں ہے لیکن بستی کے لحاظ سے اسے مؤنث باندھا ہے کہ یہ چھوٹی سی بستی جسے تم قادیان کہتے ہو آج اس کی کچھ حیثیت نہیں ہے مگر یقیناً ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی۔ ”چمک دکھلا دے گی“ نہیں بلکہ ”چمک کر دکھلا دے گی“ کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے آج واقعۃً ان برقی لہروں کے ذریعہ قادیان سب دنیا پر سورج کی طرح چمک کر یہ بات ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک سچے کا مقام ہے جسے خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ پس آج وہ مبارک دن ہے کہ آج یہ بار بار پوری ہونے والی پیشگوئی ایک اور نئی چمک کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ قادیان میں اس وقت مختلف ممالک اور مختلف مذاہب کے لوگ جمع ہیں بہت سے ایسے سکھ دوست جب میں وہاں گیا تھا تو بڑی محبت کے ساتھ تشریف لائے تھے اور ہر قسم کے تعصبات سے پاک ہو کر ہمارے جلسوں میں شرکت فرماتے رہے اور اسی طرح بہت سے ہندو دوست بھی تھے جو تشریف لائے۔ اس کے علاوہ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے ہندوستان کے شمال اور جنوب میں بسنے والے اس ایک بستی میں کم از کم نمائندوں کی صورت میں ضرور اکٹھے ہوئے ہیں بہت دور کی بستیوں سے زیادہ احمدیوں کا آنا ممکن نہیں تھا لیکن جس جلسہ میں میں شریک ہوا اس میں تو بڑی بھاری تعداد میں کثرت سے ایسے غریب علاقوں کے احمدی بھی شامل ہوئے جنہوں نے اپنے سفر کے لئے رقمیں قرض اٹھائیں اور بعد میں وہ بیچارے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس مشکل سے ان قرضوں کو اتارتے رہے مگر یہ جذبہ شوق تھا جو انہیں کشاں کشاں قادیان لئے چلا آیا۔ آج کے جلسہ میں اگرچہ ویسی صورت نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ غالباً اس جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد بارہ تیرہ ہزار کے لگ بھگ پہنچی ہوگی لیکن جب میں شامل ہوا تھا تو اس وقت یہ تعداد چھبیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اس تعداد میں ہزارہا پاکستانی بھی شریک ہیں جو قادیان اس شوق سے جانا چاہتے تھے کہ میں بھی وہاں موجود ہوں اور اس طرح ہمارے مل بیٹھنے کے سامان ہوں مگر میں نے پہلے ہی وضاحت کر دی تھی کہ میرا وہاں خود اپنے جسم سمیت جانا سردست ممکن نہیں ہے لیکن ٹیلی ویژن کے ذریعہ انشاء اللہ ہمارا رابطہ ہوگا سو یہ سب دوست وہاں پہنچے ہیں مگر اس غرض سے نہیں کہ ٹیلی ویژن پر مجھے دیکھ سکیں کیونکہ وہ تو گھر بیٹھے بھی دیکھ سکتے تھے۔ اس غرض سے پہنچے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس بستی میں ہونے والے جلسہ میں بنفس نفیس شرکت کر کے وہاں سے برکتیں پائیں اور ایک زائد برکت یہ بھی ہے کہ اس عالمی جلسہ میں وہ مجھے بھی دیکھ رہے ہیں اور آپ کو بھی یہاں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ نے سب دنیا کے احمدیوں کے دل ملا کر قادیان میں بیٹھنے کا یہ سامان مہیا فرما دیا ہے اس دن کو سب سے پہلے تو میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے الفاظ میں یہ

عرض کرتا ہوں کہ :

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو
دیار مہدی آخر زماں میں رہتے ہو
تمام مسیح کے جس کو بنا چکے ہیں حرم
تم اس زمیں کرامت نشاں میں رہتے ہو
خدا نے بخشی ہے "الدار" کی نگہبانی
اسی کے حفظ اسی کی اماں میں رہتے ہو
فرشتے ناز کریں جس کی پہرہ داری پر
ہم اس سے دور ہیں تم اس مکاں میں رہتے ہو (۳)

یہ بہت ہی ایک مبارک اعزاز ہے جو آپ کو نصیب ہوا ہے اس اعزاز کے ساتھ بہت سی ذمتیں اور تکلیفیں بھی وابستہ تھیں اور آج بھی وابستہ ہیں۔ بہت سی مشقتیں آپ نے وہاں جھیلیں بہت دکھ اٹھائے۔ غربت کی ماریں بھی پڑیں طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے مگر ثابت قدمی کے ساتھ تمام دنیا کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ نے بڑی وفاداری کا اظہار فرمایا اور قادیان کی مقدس بستی کی آخری دم تک حفاظت کی اور حفاظت کرتے چلے جا رہے ہیں لیکن درحقیقت آپ حفاظت نہیں کر رہے خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ توفیق بخشی ہے کہ آپ کے نام تاریخ میں ہمیشہ ستاروں کی طرح چمکتے رہیں ورنہ فرشتے اللہ کی اس بستی کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ نے آپ کو جو یہ توفیق بخشی ہے تو یہ سعادت جو آپ نے پائی ہے مگر یاد رکھیں قادیان کی بستی جو اینٹ پتھر کی بستی ہے یہ اینٹ پتھر کی بستی تو پہلے سے وہاں موجود تھی اس کی اینٹوں میں تو کوئی کیمیاوی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اس کی گلیوں میں تو کوئی ایسے تغیر و تبدل کے آثار ہم نے نہیں دیکھے کہ جن سے معلوم ہو کہ نیک لوگوں کے گزرنے سے یہ اینٹیں بدل چکی ہیں۔ اصل میں اس بستی کے آثار وہ روحانیت اور تقویٰ ہے جنہوں نے ان گلیوں اور ان گھروں میں نشوونما پایا وہ تقویٰ جن سینوں میں نشوونما پاتا رہا اور ان کو رفعتیں بخشتا رہا وہی دراصل اس بستی کے آثار ہیں جن کی محبت میں لوگ کھنچے چلے آتے ہیں اور ہر سال قادیان کو دیکھنے کے لئے ترسی ہوئی نگاہیں وہاں پہنچتی ہیں اور سیراب ہوتی ہیں تو آپ نے دراصل جس کی حفاظت کرنی ہے وہ یہ تقویٰ ہے۔

## آپ نے قادیان کے تقویٰ کی حفاظت کرنی ہے

بستی کی حفاظت کے سامان تو خدا نے فرما دئے۔ اس کے فرشتے تو اس کی نگرانی اور حفاظت میں ہمیشہ مستعد رہے اور ہمیشہ مستعد رہیں گے آپ نے جس چیز کی حفاظت کرنی ہے وہ قادیان کا تقویٰ ہے میں آپ کو ایک دلچسپ واقعہ سناتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کے پاگلوں میں بھی اتنا شعور ضرور تھا کہ قادیان کی رونق اس کی ظاہری اینٹوں اور مکانوں اور گلیوں سے نہیں بلکہ ان پاک لوگوں میں ہے جو یہاں بسا کرتے تھے جب میں غالباً ۱۹۶۴ء میں قادیان گیا تو حضرت مولانا ذوالفقار علی خان صاحب کے ایک صاحبزادے جو پاگل کہلاتے تھے کبھی کبھی بہت پتے کی بات بھی کر دیا کرتے تھے لیکن ایک پاگل کے طور پر بچے ان سے باتیں کیا کرتے اور انہیں چھیڑا کرتے تھے وہ بہت اپنی ذات میں ڈوبے ہوئے انسان تھے کسی کے مذاق کا برا نہیں مناتے تھے اپنے کام سے کام رکھتے تھے خاموشی سے پھرتے تھے۔ سب بچوں سے پیار سے باتیں کیا کرتے تھے ان کی چھیڑ کا بھی پیار سے جواب دیا کرتے تھے۔ جب میں قادیان گیا تو اس چوک میں جہاں اللہ دتہ صاحب کبابی کی دوکان تھی وہاں وہ مجھے اس تھڑے پر بیٹھے دکھائی دئے جہاں اللہ دتا صاحب کسی زمانے میں کباب لگایا کرتے تھے ان سے میں نے آگے بڑھ کر معانقہ کیا اور پوچھا کہ میاں عبد اللہ کیا حال ہے آپ کا۔ کہنے لگے کیا حال پوچھتے ہو۔ قافلے چلتے رہے بستے رہے، گزرتے رہے۔ یعنی پارٹیشن کا نظارہ ان الفاظ میں بیان کیا۔ پھر میں نے کہا میاں عبد اللہ کوئی شعر تو سنائیے انہیں شعروں کا بہت شوق تھا۔ شعر بھی ایسا مناسب حال پڑھا کہ میں حیران رہ گیا۔ کہنے لگے :

وفا تجھ سے میری شہرت، نہیں ہے مگر [illegible]
تیری ہستی تو مجھ سے ہے، نہیں ہوتا تو ہوتی (۴)

پیغام یہ دے رہے تھے کہ قادیان کی شہرت تو ان لوگوں سے تھی جو یہاں بسا کرتے تھے۔ ان مقدس وجودوں سے تھی جنہوں نے یہاں سانس لیا، جن کے قدم اس بستی نے چومے، وہ لوگ تو قافلہ قافلہ چلے گئے اب مجھ سے کیا پوچھتے ہو کہ یہاں کیا حال ہے۔ بہت ہی دردناک کیفیت تھی جس میں انہوں نے یہ شعر پڑھا اور اس شعر نے بہت ہی دردناک کیفیت میرے دل میں پیدا کر دی۔ واقعہ یہی ہے کہ دراصل اہل قادیان کے ذمہ جو بڑی ذمہ داری ہے وہ ان کے تقویٰ کے آثار کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اگر یہ مٹ گئے تو قادیان کی ظاہری بستی انہیں کچھ عطا نہیں کر سکے گی ان کو زندہ رکھنا ان کا فرض ہے کیونکہ اسی سے تمام کائنات کی زندگی ہے۔ تقویٰ ہی کے بل پر کائنات زندہ ہے اگر تقویٰ کا وجود غائب ہو جائے تو اس کائنات کو باقی رکھنے کی کوئی وجہ کوئی جواز باقی نہیں رہے گا۔

امراؤالقیس نے اپنے محبوب کے آثار کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ

قِفْ بِالدِّیَارِ الَّتِیْ لَمْ یَعْفُہَا الْقِدَمُ
بَلٰی وَغَیَّرَہَا الْاَرْوَاحُ وَالدِّیَمُ (۵)

تو محبوب کی ان بستیوں کے پاس ذرا ٹھہر جا جنہیں زمانے نے مٹایا تو نہیں البتہ ہواؤں اور بارشوں نے ان کی حالت تبدیل کر دی ہے۔ قادیان کے متعلق مجھے یہی خوف ہے کہ کہیں وہ نشان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے متقی صحابہؓ نے پیچھے چھوڑے ہیں ان کی حفاظت میں اہل قادیان سے کوئی غفلت اور کوتاہی نہ ہو جائے اور کہیں یہ شعر ان پر صادق نہ آئے کہ آنے والے اس بستی میں ان لوگوں کو دیکھ کر بہ زبان حال کہنے لگیں کہ

قِفْ بِالدِّیَارِ الَّتِیْ لَمْ یَعْفُہَا الْقِدَمُ
بَلٰی وَغَیَّرَہَا الْاَرْوَاحُ وَالدِّیَمُ

اس بستی میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ اگرچہ زمانے نے ان کے نشانوں کو مٹایا تو نہیں مگر چلنے والی ہواؤں اور بارشوں نے ان کی حالت غیر کر رکھی ہے۔ پس اس پہلو سے میں نے آج کے خطاب کے لئے یہ ذکر چنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہؓ جن کی وجہ سے یہ بستی روشن ہوئی وہ کون تھے؟ کیا تھے؟ اور اسی نسبت سے میں نے ان آیات کی تلاوت کی ہے جو ابھی آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی گئی ہے۔ اس سے پہلے جو تلاوت پیش کی گئی اس میں آپ نے یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ۔

وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝
ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝
(الجمعہ: ۴-۵)

وہی خدا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلوں میں پیدا فرمایا لیکن ایسا عجیب انقلاب برپا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی آیات ان پر تلاوت کرنے لگے اور اپنے مطہر وجود سے ان کو پاک کرنے لگے اور علم قرآن بھی دینے لگے اور حکمت قرآن بھی سمجھانے لگے پھر فرمایا کہ آخرین میں بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو اس وجود کے صحابہ سے آملیں گے جب بھی خدا چاہے گا ایسا واقعہ ضرور ہوگا۔ اللہ عزیز ہے اور حکمت والا ہے۔ وہ غالب اور عزت والا ہے وہ جو چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے

اور جس کو چاہے گا دے گا وہ فضلِ عظیم کا مالک ہے۔

## آخرین کا اوّلین سے ملنا

یہ جو آیات میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں، ان کے ذریعہ یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آخرین کا اوّلین سے ملنا کیسے ہو سکتا ہے۔ ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اوّلین کی تعریف فرمائی کہ یہ اوّلین ہیں زمانے کے لحاظ سے تو ہم ان سے نہیں مل سکتے۔ یہ تو بہت پہلے گزر چکے۔ ہاں اگر ان کی صفاتِ حسنہ کو ہم اپنا لیں اور ان جیسا بننے کی کوشش کریں تو پھر ہم مل سکتے ہیں تو محض یہ کہہ دینا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی موعود کے ذریعہ ہمیں ملا دیا کافی نہیں جب تک اوّلین کی صفات کو اپنے اندر زندہ نہ کریں اور انہیں اپنے وجود میں اس طرح مدغم نہ کردیں کہ گویا ایک ہی وجود کے دو نام بن چکے ہوں۔ ہمارا روحانی وجود ان کے روحانی وجود میں گم ہو جائے اور گو وقتوں کے لحاظ سے بہت فاصلے ہوں لیکن صفات کے لحاظ سے کوئی فاصلے نہ رہیں۔ یہی ایک صورت ہے جس کے ذریعہ ہم آخرین میں ہوتے ہوئے اوّلین سے مل سکتے ہیں اور وہ صفات کیا ہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کو بھی تو دیکھو جو ان کے ساتھ ہیں کیسے پاک تغیرات اس نے برپا کر دئیے ہیں۔ کیسا کیسا تزکیہ کیا ہے کہ اللہ بڑی شان کے ساتھ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نہیں ان کے ساتھیوں کو بھی پیش فرما رہا ہے کہ دیکھو دیکھو جو اس کے ساتھ ہیں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ وہ کفار کے مقابل پر ایک ایسی چٹان ہیں جس میں کفر کا کوئی اثر داخل نہیں ہو سکتا رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ لیکن سخت مزاج لوگ نہیں ہیں آپس میں بہت ہی رحم کرنے والے ہیں۔ ایک جان ہیں ایک وجود ہیں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہو چکے ہیں اور اس ایک ہونے کے ساتھ ان کی اجتماعی شکل یہ ظاہر ہوتی ہے کہ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا وہ تمام کے تمام رکوع کرنے والے یعنی خدا کے حضور جھک جانے والے اور سجدہ کرنے والے ہیں۔ اپنے نفس کو خدا کے حضور مٹی میں ملا دیتے ہیں اور انانیت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رکھتے اور ظاہری طور پر بھی رکوع اور سجدے کرتے ہیں۔

یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

وہ اللہ ہی سے فضل چاہتے ہیں اور اللہ ہی سے اس کی رضا جوئی کرتے ہیں۔

ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ان کی تورات میں یہ مثال بیان ہوئی ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی کیا ہیں اور دورِ آخرین یعنی مسیحی دور میں وہ کس شکل میں ظاہر ہوں گے وہ بیان کرتے ہوئے فرمایا وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ اور انہی کی ایک مثال انجیل میں ہے جو اوّلین طور پر حضرت محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھیوں پر صادق آتی ہے مگر انجیل میں مثال ہونے کی بنا پر مسیحی دور سے بھی تعلق رکھتی ہے اس دور سے بھی تعلق رکھتی ہے جس میں مسیح علیہ السلام نے ظہور کرنا تھا۔ چنانچہ فرمایا

کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِہٖ

ایک ایسی کونپل کی طرح ہیں، ایک ایسی روئیدگی اور کھیتی کی طرح ہیں جو زمین سے سبزی اگائے۔ پھر اسے مضبوط کرے پھر وہ بہت تنومند ہو جائے۔ یہاں تک خود اپنے ڈنٹھل پر خود اپنے قدموں پر اپنی ذات پر کھڑی ہو جائے۔

یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

وہ لوگ جنہوں نے یہ کھیتی لگائی ہو وہ اسے بہت پسند کریں

لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ

تاکہ کفار اسے دیکھ دیکھ کر غیظ کھائیں اور ان کی کچھ پیش نہ جائے وہ کفار کے غیظ و غضب کی آنکھوں کے سامنے نشوونما پاتی ہوئی بڑھتی چلی جائے اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے اور ان کی کچھ پیش نہ جائے

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ

یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح بجا لائے مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا کہ اللہ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا اور انہیں بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔ پس آپ دیکھئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح وہ لوگ پیدا کئے جو ان مثالوں پر پورے اترے جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی یاد تازہ کردی جنہوں نے اپنے تمام تر وجود کو اپنی تمام تر خواہشات اپنی تمام تر امنگیں خدا کے حضور قربان کردیں خدا ہی کے ہو رہے اور اس کے سوا انہوں نے اپنے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل نازل فرمائے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رضوان بخشی اور وہ دنیا میں بھی خیر پانے والے بنے اور آخرت میں بھی خیر پانے والے بنے۔ وہ کچھ لوگ تھے جو مسیح موعودؑ نے پیدا فرمائے اہلِ قادیان کو اس ذکر کو زندہ رکھنا چاہئیے اور قادیان کے حوالے سے تمام جماعت احمدیہ کو ان کے ذکر کو زندہ رکھنا چاہئیے۔ اگر ہم اوّلین سے ملنا چاہتے ہیں اور اگر ہم وہ آخرین ہو کر جو چودہ سو سال دور پڑے ہیں پھر بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ملنا چاہتے ہیں ان کے زمرے میں شمار ہونے کی تمنا رکھتے ہیں تو یہ نمونے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا فرمائے ہیں۔ ان نمونوں کا ذکر اپنی مجلسوں میں چلایا کریں ان نمونوں کے ذکر کو غور اور توجہ سے سن کر اپنے دلوں میں وہ پاک کیفیات پیدا کریں جو اس ذکر سے ضرور پیدا ہوا کرتی ہیں۔ خدا کے پیارے بندوں کا ذکر کبھی خالی نہیں جاتا یہ حیرت انگیز پاک تبدیلیاں دلوں میں اور سینوں میں پیدا کرتا ہے

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خوش نصیب صحابہ

پس اسی نیت سے کہ ان بزرگوں کے ذکر کی کچھ یاد تازہ ہو اور قادیان کی گلیوں میں یہ ذکر گونجے۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند خوش نصیب صحابہؓ کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ وہ ذکر ہے جو مختصر ہوگا لیکن وہ لوگ جو تاریخ احمدیت سے واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ محض نام سے ہی بہت کچھ جان جائیں گے۔ محض ایک نام سے ہی ان کے ذہن میں بہت سی تصویریں جاگ اٹھیں گی اور وہ اپنے تصور میں دیکھیں گے کہ وہ کون لوگ تھے اور کیسے کیسے قادیان کی گلیوں میں گھوما کرتے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ تھے وہ جیسا کہ نام تھا ویسے ہی پاک صفات کے حامل تھے یعنی نورالدین نام تھا اور نورالدین ہی آپ کی صفاتِ حسنہ تھیں اور انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو یاد فرمایا

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

یہاں نورِ دین کا کیسا عمدہ استعمال فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آپ کے نام کو بھی پیش کر دیا اور آپ کی صفات کو بھی پیش کر دیا اور تمام احمدیوں کے سامنے یہ صلائے عام دی ان سب کو یہ دعوت عام دی کہ تم چاہو تو تم بھی نورِ دیں بن سکتے ہو۔ یہ ایسا وجود نہیں ہے کہ جس نے نورِ دیں پر کلیتہً قبضہ جما رکھا ہے اور کوئی پا ہی نہیں سکتا بلکہ خدا کا نور تو سینہ بسینہ روشن ہوتا چلا جاتا ہے اور پہلے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ پس فرمایا کہ چہ خوش بودے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ امت محمدیہ میں ہر شخص نورِ دینؓ بن جائے اور یہی ہو سکتا ہے اگر ہر دل یقین کے نور سے پُر ہو جس طرح کہ حضرت حکیم نورالدین

رضی اللہ عنہ کا دل یقین سے پُر تھا۔ آپ نے قادیان میں رہتے ہوئے روحانی شفا کے انتظام فرمائے اور جسمانی شفا کے نسخے بھی آپ نے اپنی زندگی میں وقف رکھے بیک وقت دونوں شفائیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھیں ایک شفا آپ کا دل بخشتا تھا اور آپ کی دعائیں بخشتی تھیں اور دوسری شفا دل کی انگلیوں اور دعاؤں کے ساتھ آپ کے دستِ مسیحائی میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی تھی جس میں حیرت انگیز طور پر شفا کی شان پائی جاتی تھی اور عملاً ایسا ہوتا تھا۔ بسا اوقات ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مُردے زندہ ہو گئے ہوں۔

پھر حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی ہیں۔ آپ نے بھی کم و بیش انہی صفات سے حصہ پایا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہیں جن کی تلاوت کو سنتے ہوئے لگتا تھا کہ جیسے عرش سے خدا زمین پر اُتر آیا ہے اور دلوں پر ایک لرزہ طاری ہو جایا کرتا تھا وہ لوگ جنہوں نے آپ کی تلاوت سنی ہے وہ بیان کرتے ہیں اور میں نے خود ان سے سنا جنہوں نے اس تلاوت کو سنا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جیسی تلاوت کبھی نہ سُنی گئی۔ حیرت انگیز طور پر اس میں شیرینی بھی تھی اور غم کا اثر بھی تھا۔ تلفظ کی درستی بھی تھی اور ایک ایسا ترنم تھا جس کی مثال شاذ ہی دنیا میں کہیں پائی جاتی ہو اور یہ ساری کیفیات ایک متقی دل سے بخارات کی طرح اُٹھتی تھیں اور متقی دلوں پر خدا کے فضل اور رحمتیں اور اس کے عرفان برسایا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی تلاوت بہت پسند تھی اور آپ نماز پڑھانے کے لئے خود مولوی صاحب کو آگے کھڑا کر دیا کرتے تھے پھر وہ بہت سے بزرگ ہیں جن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور ان کا تعارف کرایا اگرچہ ایسے صحابہ تو بہت کثرت سے ہیں کہ جن کا ذکر چلے تو ختم ہونے میں نہ آئے لیکن وقت کی رعایت سے میں نے بعض ایسے صحابہ کی فہرست اپنے سامنے رکھی ہے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود تعارف کی عزت بخشی حضرت مولوی غلام قادر صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت حامد شاہ صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ، حضرت محمد احسن صاحب امروہی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ، حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ، میاں عبداللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ، منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ، مولوی محمد یوسف صاحب سنوری رضی اللہ عنہ، حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ۔ بابو کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ، حضرت میراں بخش صاحب رضی اللہ عنہ حضرت حافظ نور احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قادیان کی گلیوں میں گھومتے پھرتے رہے، قادیان کی گلیوں میں انہوں نے سانس لیئے، قادیان کی گلیوں میں اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یاد کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا اور ان سے ایسے پیار کے سلوک فرمائے کہ وہ لوگ جو ان سے ملتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے فیض ان سے پایا کرتے تھے وہ ان سے دعائیں کرواتے اور دعاؤں کا پھل کھاتے اور ان کے ذریعہ دعائیں کرنے کے سلیقے معلوم کرتے تھے اور دعائیں کرنا سیکھتے تھے اور براہ راست اللہ کے فضل سے سمجھدار ہوتے گئے ایک بہت بڑی نسل تابعین کی ایسی ہے جو ان کی تربیت میں پل کر جوان ہوئی اور ان میں سے اللہ کے فضل سے بھاری اکثریت خود ثمردار ہو گئی۔ پس ایسے اشجار تھے جنہوں نے پھر آگے شیریں پھل پیدا کرنے والے اشجار پیدا کئے بہت سے ایسے صحابہ تھے جن کو ہم نے خود قادیان کی گلیوں میں گھومتے پھرتے دیکھا ہے۔ چند ایسے صحابہؓ کے ذکر اور ان کی بعض صفات کو میں آپ کے سامنے رکھنا

چاہتا ہوں تاکہ اہلِ قادیان کو یاد رہے کہ وہ کونسا قادیان ہے جس کی انہوں نے حفاظت کرنی ہے وہ کونسا قادیان ہے جس کی یادیں انہوں نے زندہ رکھنی ہیں۔ وہ کونسا قادیان ہے جس کو دیکھنے کے لئے دُور دُور سے خدا تعالیٰ کی مخلوق کشاں کشاں وہاں چلی آتی ہے بہت کچھ خرچ کر کے مشقتیں اُٹھا کر قادیان کی محبت میں لوگ وہاں پہنچتے ہیں۔ اہلِ قادیان کو درویشانِ قادیان کو یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھنی چاہیئے۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو تحریر فرماتے ہیں کہ: "میری طبیعت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ مجھ کو اس کی تمام مخلوق سے محبت ہے اور پھر کسی سے ایسی محبت نہیں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے بھلا دے۔" کیسی پیاری بات ہے۔ کیسا پیارا خمیر ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت نے روشن فرما دیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق سے محبت ہے لیکن کوئی ایسی محبت نہیں ہے جو خدا کی محبت میں حائل ہو سکے ہر دوسری محبت کو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ پر قربان کرنے کو تیار بیٹھا ہوں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔" پس میں اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد کرتا ہوں اس بات پر۔ اس لئے اگر میں بیوی سے محبت کرتا ہوں تو اس لئے نہیں کہ وہ میری بیوی ہے بلکہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مجبور کیا ہے اس لحاظ سے بھی میری خیر خواہی بالکل بے لوث ہے۔ میں ہمیشہ اپنے سے کم سے کم درجہ کے متعلق ہر نماز میں دُعا کرتا ہوں حتیٰ کہ خاکروبوں کے لئے اور اس کی بیوی بچوں کے لئے بھی اس سے بھی تم کو میری ہمدردی کا پتہ چل سکتا ہے۔

پس وہ پاک صحابہ جن نشانات کو اپنے دلوں میں زندہ لئے پھرتے تھے وہ یہ نشانات تھے۔ یہ قادیان ہے جس کی محبت میں، اللہ تعالیٰ آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشاق کو وہاں ہر طرف سے کھینچ کر اکٹھے کرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ قادیان کی اس شان کو آپ زندہ رکھیں تو پھر ان کے آنے کے مقصد حقیقتاً پورے ہوں گے جو دُور دُور سے قادیان ایسے نشانات کو دیکھنے آتے ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی ذاتوں میں ملتا ہے۔ (آگے مسلسل صفحہ پر)

---

## ماہِ رمضان میں ربوہ کے ۳۸ خدام گرفتار

ربوہ۔ کسوف و خسوف کی پیشگوئی کی خوشی کے اظہار کے لئے ۲۳ر فروری کو ربوہ میں چراغاں کیا گیا لیکن اسسٹنٹ کمشنر نے اپنے ظالمانہ حکم کے ذریعہ ربوہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں چراغاں بند کر دیا گیا اس کے بعد اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ نے خود ربوہ کی گلیوں اور محلوں کا چکر لگایا تاکہ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کر کے جیل بھجوا سکے۔ ایک جگہ انہوں نے بچوں کو خوشیاں مناتے دیکھ کر گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح کل ۳۸ خدام کو گرفتار کر لیا۔

اس کے برخلاف مولویوں کو کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ ننانوے فیصد احمدی آبادی والے شہر میں آکر جلوس نکالیں۔ جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کے خلاف مغلظات بکیں، اشتعال انگیز نعرے لگائیں۔ بسوں کی چھتوں پر چڑھ کر ننگے ہو کر ناچیں۔

○۔۔ اسی طرح پتوکی (پاکستان) میں جب کسوف خسوف منعقد کرنے پر سات افراد کو گرفتار کر لیا گیا

○۔۔ خوشاب (پاکستان) میں ایک احمدی ڈاکٹر ملک محمد اختر مجوکہ کو ۲۲ر فروری کو سحری کھاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ انہیں احمدی ہو کر روزہ رکھنے کے جرم میں پولیس نے سحری کے وقت گھسیٹ کر گھر سے باہر نکالا اور پکڑ کر لے گئی۔ درّیں اثناء ربوہ کے بزرگ صحافی ایڈیٹر الفضل نسیم سیفی صاحب اپنے ساتھیوں سمیت تاحال جیل میں ہیں۔

ہزارہ اور شمالی کشمیر کے قبائل حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب کے خاندان کے پیرو تھے۔ حضرت مولوی صاحب کا ان قبائل میں بڑا رتبہ شمار ہوتا تھا۔ آپ نے حق پہچان لیا اور سب کچھ ترک کر کے ہزارہ جیسی سنگلاخ زمین میں قبول حق کا اعلان کر دیا۔ ان دنوں میں آپ پشاور میں ایک سو روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم تھے۔ سب کچھ تج کے قادیان چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اپنے آپ کو سرتاپا کلی پیش کر دیا۔ اس زمانے میں جو زیادہ سے زیادہ مشاہرہ جو مقرر ہو سکتا تھا وہ پندرہ روپے تھے اور اسی پر آپ نے ہمیشہ گزارہ کیا اور ہم ان کو قادیان کی گلیوں میں اس طرح چلتے پھرتے دیکھتے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ خدا کی کوئی الگ ہی مخلوق پھر رہی ہے۔ عام انسانوں سے ایک الگ شان ان میں پائی جاتی تھی۔ نماز پڑھنے کا بے حد شوق تھا اور قرأت کے بہت بڑے ماہر تھے اور اس بات کو بھول جایا کرتے تھے کہ مقتدیوں میں کچھ کمزور بھی ہوں گے۔ بچے اور بوڑھے بھی ہوں گے۔ بعض دفعہ اتنی لمبی نماز پڑھایا کرتے تھے کہ واقعتاً پیچھے بعض لوگوں کے پسینے چھوٹ جایا کرتے تھے اور بچے یہ معلوم کر کے کہ حضرت مصلح موعودؓ بیمار ہیں، بھاگ بھاگ کر مسجد اقصیٰ جایا کرتے تھے کہ وہاں جا کر نماز پڑھیں گے۔ لیکن اس وقت ہمیں اس بات کا شعور نہیں تھا کہ حضرت مولوی صاحب جو نماز میں دیر لگاتے تھے اور ناتوانوں کے حال سے غافل ہو جاتے تھے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ خود اپنے حال سے غافل ہو جایا کرتے تھے۔ وہ کیفیت ہی نہیں رہتی تھی کہ کچھ یاد رہے۔ قرآن کریم سے ایسا عشق تھا کہ اس کے لفظ لفظ میں ڈوب جایا کرتے تھے اور پھر ہوش نہیں رہتی تھی کہ میں کتنی دیر لگا رہا ہوں چنانچہ ایک دفعہ کسی نے آپ سے شکایت کی کہ حضرت مولوی صاحب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سجدہ میں تین دفعہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تین سو مرتبہ تو نہیں فرمائی۔ آپ کیوں اتنی دفعہ پڑھتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا خدا کی قسم میں تو صرف تین دفعہ پڑھتا ہوں۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ ان کی کیا کیفیت تھی۔ ایک "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھتے ہوئے پتہ نہیں کتنے مضامین میں ڈوب کر کتنی رفعتوں پر پہنچ کر لوٹا کرتے تھے جب تک وہ واپس زمین پر اترتے تھے۔ دوسرا سبحان اللہ شروع ہو جاتا تھا کہ بعض دفعہ ایک ایک سجدہ اتنا لمبا ہوتا تھا کہ بچے بڑے سب تھک جایا کرتے تھے لیکن مجبور تھے اس امام کے پیچھے لگنا ایک بے اختیاری کی کیفیت تھی۔ بہرحال ہم نے مولوی صاحب کو ان گلیوں میں چلتے پھرتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے تفسیر القرآن کی سعادت عطا فرمائی تھی گویا آسمان سے ایک تحفہ اترا تھا اور انہیں قرآن کا شعور نصیب تھا۔ ان کی تفسیر سرسری پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں بڑے ہی گہرے نکات ہیں اور نکات کی صورت میں بہت سی باتوں کو اکٹھا کرتے چلے جاتے ہیں۔

پھر حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ ہر رنگ کے پھول اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا یہ حال تھا کہ بہت مختصر خطبہ دیتے اور بہت مختصر نماز پڑھایا کرتے تھے اور سادہ سیدھے مزاج کے انسان۔ فرشتہ صورت، فرشتہ سیرت، کم گو اور جہاں تک نماز پڑھانے کا تعلق تھا بہت مختصر نماز پڑھایا کرتے تھے لیکن جہاں تک اپنی نماز کا تعلق تھا کہ بعض دفعہ ساتھ کھڑے ہو کر سنتیں بھی پڑھیں، وتر بھی پڑھے اور حضرت مولوی صاحبؓ ابھی پہلی رکعت میں ہی کھڑے ہیں اور ان کے رکوع سے پہلے میں اپنی ساری نماز ختم کر لیا کرتا تھا اور ان کے ہلکے ہلکے پڑھنے کی آواز کانوں میں آیا کرتی تھی۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ اھدنا الصراط المستقیم۔ اھدنا الصراط المستقیم پر اس طرح اٹک جایا کرتے تھے جیسے ریکارڈ کی سوئی اٹک جائے اور اتنا پڑھتے تھے کہ گویا ابھی تسلی نہیں ہوئی کہ اے خدا میں صراط مستقیم مانگ رہا ہوں، صراط مستقیم مانگ رہا ہوں، کہتے چلے جاتے تھے۔ جب میں احمدیہ ہوسٹل میں پڑھائی کی غرض سے رہائش پذیر تھا۔ وہاں ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں لاہور آ کر ٹھہرا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ انہیں نماز میں کچھ دیر ہو گئی اور ایسے وقت میں پہنچے کہ سنتیں نہیں پڑھ سکے۔ نماز کے بعد سنتیں شروع کیں اور سورج نکل آیا اور سنتیں جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب سورج تو نکل آیا ہے اور سورج نکلنے پر تو نماز منع ہے۔ فرمانے لگے کہ کیسے پتہ ہے کہ سورج نکل آیا ہے۔ کیسے پتہ ہے۔ میں تو بس حاضر ہو گیا پھر مجھے نہیں پتہ کیا ہوا۔ زمین گھومتی رہتی ہے۔ سورج نکلتے رہتے ہیں، مجھے اس سے کیا غرض۔ بہت سادہ مزاج، بے حد بزرگ صورت، بزرگ سیرت اور قرآن کریم کا ایسا علم اور انگریزی پر اس سادگی کے باوجود ایسا عبور تھا کہ کوئی انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس سادہ لوح انسان کو زبان انگریزی کا گہرا علم ہے۔ اتنے قابل طالب علم تھے کہ جب آپ نے لاہور میں بی۔ اے پاس کیا ہے تو حکومت کی طرف سے انہیں ڈپٹی کمشنر بنانے کی پیشکش کی گئی لیکن ڈپٹی کمشنر کے عہدے کو انہوں نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے ایک طرف کر دیا اور قادیان وقف کر کے حاضر ہو گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو فیض آپ نے پایا وہ صدیوں تک کی نسلوں نے آپ سے پایا۔ بہت ہی پیار کرنے والا مزاج بہت ہی سادہ اور منکسر المزاج۔ جلسوں میں اور مسجدوں میں حاضر ہوتے تھے تو اکثر جوتیوں میں ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا کہ میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ ہمیشہ جوتیوں میں ہی کیوں بیٹھتے ہیں؟ تو یہی جواب دیا کہ ہم نے سعادتیں پانے والوں کو جوتیوں میں ہی بیٹھتے دیکھا ہے، جوتیوں سے ہی سعادتیں ملا کرتی ہیں۔

اس شان کے بزرگ ان گلیوں میں پھرا کرتے تھے، سلام کرنے میں پہل کرنے والے بڑے ہو کر چھوٹوں کا ادب کرنے والے، جب بھی دعا کا کہا فوراً اسی وقت دعا کی اور کسی اور سے، کسی اور کام سے غرض نہیں تھی۔ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے مسیح علیہ السلام سے محبت تھی جو ان کی زندگی کی خوشی اور زندگی کا سہارا چل رہا تھا۔ قرآن کریم کے علم اور انگریزی زبان پر عبور کا یہ عالم ہے کہ آج تک اہل علم اور مبصرین یہ کہتے ہیں کہ مولوی شیر علیؓ سے بہتر قرآن شریف کا ترجمہ کسی کو کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ بہت لوگوں نے بعد میں بھی بہت زور مارے ہیں لیکن مولوی شیر علیؓ کے ترجمہ کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ اللہ ان کو غریق رحمت فرمائے۔ عجیب عجیب اللہ کی محبت میں تراشے ہوئے موتی تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے بہت خوبصورت بن چکے۔ ان کے تمام باطنی حسن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نور سے روشنی پائے ہوئے ایسے چمک اٹھے تھے کہ ایک ایک وجود مجسم نور بن چکا تھا۔

حضرت بھائی عبد الرحیم صاحبؓ تھے جو سکھوں سے احمدی ہوئے تھے اور بھائی عبد الرحمن قادیانیؓ تھے جو ہندوؤں سے احمدی ہوئے تھے۔ یعنی سکھوں میں سے احمدی مسلمان اور ہندوؤں میں سے احمدی مسلمان۔ جن لوگوں نے انہیں دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ دونوں کے عجیب رنگ تھے ایک بھائی عبد الرحیم صاحبؓ تھے جو عارف باللہ، کم گو لیکن بہت ہی دعاگو، صاحب کشف والہام۔ بہت سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ان سے فیض پایا کرتے تھے۔ اور یقین نہیں آتا تھا کہ اتنا حیرت انگیز انقلاب کیسے برپا ہو گیا۔ ان کے رشتہ دار سکھوں کی زندگی کے اطوار بالکل مختلف تھے۔ اور ان میں سے یہ وجود نکلا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور بن کر چمک اٹھا۔ پھر بھائی عبد الرحمن قادیانیؓ مشرک ہندوؤں میں سے آئے جو بے حد شرک کرنے والے اور آ کر ان کے ایسے رنگ تبدیل ہوئے ہیں کہ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایک مشرک قوم سے نکل کر آئے ہیں۔ کوئی ریا نہیں۔ کوئی تکبر نہیں۔ کسی قسم کی اپنے نفس کی بڑائی نہیں تھی۔ بے حد منکسر المزاج جھک کر ملنے والے، ہر ایک کو پہلے سلام کرنے والے۔ ان سے صرف ایک بات کا ڈر لگا کرتا تھا کہ جب بھی ملتے تھے زبردستی دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا کرتے تھے اور بسا اوقات آنکھوں میں آنسو جھلملاتے تھے۔ مجھے اس سے ہمیشہ شرمندگی ہوتی تھی اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ حضرت مصلح موعودؓ کے سب بچوں سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی دیگر اولاد سے بھی۔ ہم بہت شرمندہ ہوتے تھے کہ یہ کیوں ایسا کرتے ہیں مگر وہ ہماری وجہ سے نہیں وہ مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے کرتے تھے۔ ایسا عشق تھا کہ جس وجود میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خون دوڑتے ہوئے دیکھتے تھے، اس پر بھی عاشق ہوجایا کرتے تھے۔ بہت کم دنیا نے ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر آواز پر لبیک کہنے والے اور ان کے اشاروں پر جان فدا کرنے والے وجود تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گورداسپور سفر کے دوران ایک مقدمہ کے سلسلہ میں منشی کرم علی صاحب کی بہت ضرورت پیش آئی اور ایک دن بیچ میں باقی تھا۔ لگتا تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ مولوی کرم علی صاحب کو گورداسپور وقت مقررہ پر پہنچایا جا سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ ایک دفعہ، دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ اور صحابہؓ اگرچہ سارے فدائی تھے مگر وہ سوچ نہیں سکتے تھے کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس زمانے میں یکے پکڑ کر بٹالے جانا، وہاں سے پھر گاڑی لینا، پھر گوجرانوالہ جاکر انہیں تلاش کرنا۔ پھر انہیں لے کر وقت پر گاڑی پر پہنچانا۔ یہ اتنا لمبا بکھیڑا تھا کہ ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ اس لئے بیچارے باوجود خواہش کے خاموش رہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تو آسمانی زبان میں بات کرتے تھے۔ بے وجہ تکرار نہیں فرما رہے تھے۔ چنانچہ بھائی عبدالرحمٰنؓ قادیانی اس موقع پر بے اختیار اٹھ کھڑے ہو گئے۔ ان کے الفاظ میں ہی سنیئے۔ وہ لکھتے ہیں "میں ابھی بچوں میں ہی شمار ہوا کرتا تھا (کیونکہ انہیں بہت چھوٹی عمر میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور وہاں بچہ ہی سمجھے جاتے تھے کہ ہندوؤں میں سے ایک بچہ آیا ہے)۔ حضور کا فرمان بار بار کان میں پڑا اور دل کے اندر تک گڑھتا چلا گیا۔ بزرگوں اور دوستوں کا جواب بھی سنا۔ میں اس پر غور میں مصروف تھا۔ آخر تیسری مرتبہ جب حضور نے شدت ضرورت کا اظہار فرمایا تو مجھ سے رہا نہ گیا اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے ایک بات میرے دل میں ڈال کر مجھے انشراح بخش دیا تھا میں نے جرأت کی اور کھڑے ہو کر عرض کیا۔ حضور! منشی کرم علی صاحب پہنچ سکتے ہیں مگر بعد دوپہر پہنچیں گے۔ میرا کھڑا ہو کر حضور کا لفظ زبان پر لانا تھا کہ حضرت جو شاید مجھے پہلے ہی دیکھ رہے تھے، میری طرف متوجہ ہو گئے اور ساری مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا۔ فرمایا! ہاں میاں عبدالرحمٰن! بیان کرو وہ کیسے آ سکتے ہیں! میں نے عرض کیا کہ حضور میں ابھی بٹالہ چلا جاؤں گا۔ وہاں سے یکہ مل گیا تو بہتر ورنہ کوشش کروں گا کہ راتوں رات امرتسر پہنچ کر وہاں سے صبح کی نماز کے قریب لاہور اور گوجرانوالہ کو جانے والی گاڑی پر گوجرانوالہ ۸ بجے پہنچ جاؤں گا۔ (یکہ مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ....... ورنہ سے مراد یہ تھی کہ پیدل ہی دوڑا جاؤں گا) جیسے بھی ہو سکا انہیں لے کر گورداسپور حاضر ہو جاؤں گا۔ میرا یہ بیان سن کر حضور علیہ السلام بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا "رات کا وقت ہے، اکیلے جانا مناسب نہیں۔ میاں فتح محمد! آپ میاں عبدالرحمٰن کے ساتھ چلے جائیں۔ امرتسر سے آپ لوٹ آئیں۔ میاں عبدالرحمٰن آگے اکیلے چلے جائیں گے۔ ذرا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ حضور مجلس میں سے اٹھ کر نیچے تشریف لے گئے اور جلد ہی واپس تشریف لاکر مٹھی بھر روپے میرے ہاتھ میں دیئے اور فرمایا جاؤ اللہ حافظ۔ ہم گورداسپور میں کل آپ کا انتظار کریں گے" یعنی کامل یقین تھا کہ ضرور ایسا ہوگا۔" ہم نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھ کر رخصت ہوئے"۔ یہ بھی بہت ہی فصیح و بلیغ کلام ہے۔ دست مبارک کو بوسہ دیا اور وہ بوسہ آنکھوں پر رکھ کر بھاگتے دوڑتے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں بٹالہ پہنچے (بھاگتے دوڑتے ڈیڑھ گھنٹہ میں بٹالہ پہنچنا بہت بڑی بات تھی کیونکہ بٹالہ ۱۲ میل کے فاصلہ پر تھا اور بہت کوشش کی ہوگی) یکہ بانوں سے بات چیت کی اور اللہ تعالےٰ کا فضل ہوا، ایک یکہ بان جو امرتسر کا ہی تھا، اتفاقاً مل گیا، اس سے کرایہ طے کر کے اسے تیاری کے لئے کہا اور خود عشاء کی نماز میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں وہ تیار ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ

(الزخرف : ۱۴)

پڑھتے ہوئے امرتسر کو روانہ ہوئے۔ رات اندھیری تھی اور علاقہ خطرناک عموماً چوری ڈاکے کی وارداتیں ہوا کرتی تھیں۔ یکہ بان آگے اور ہم دونوں پیچھے پیٹھ جوڑ کر دائیں بائیں ہوشیار اور چوکس چلتے چلے گئے۔ راستے میں دو جگہ خطرہ معلوم ہوا۔ دائیں بائیں سے تلاشی آدمی اٹھے اور بڑھے مگر ہم تینوں خدا کے فضل سے چوکس تھے، گھوڑا گاڑی خاصی تیز تھی، ہم تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ اس طرح بخیریت امرتسر کے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ خدا کا شکر کیا۔ میں ٹکٹ لیکر اندر چلا گیا اور چوہدری صاحب محترم یکہ بان کے ساتھ شہر کو۔ تھوڑی دیر میں گاڑی آئی اور میں بیٹھ کر قرآنی دعا پڑھتا ہوا لاہور اور لاہور سے گوجرانوالہ پہنچا۔ گاڑی سے اتر کر دوڑتا ہوا شہر تک گیا۔ منشی صاحب کا پتہ جس مکان کا تھا وہاں گیا مگر جواب ملا کہ وہ تو صبح ہی چلے گئے ہیں۔ کہاں گئے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں ایک دوسرے مکان کا پتہ دیا گیا۔ مارے مارے وہاں پہنچے مگر افسوس منشی صاحب وہاں بھی نہ ملے۔ لوٹ کر پہلے مکان پر آ گئے۔ ماجرا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ پھر وہ لمبانوالی چلے گئے ہوں گے۔ وہ کہاں ہے، کیونکر پہنچوں؟ گھر والوں نے جواب دیا وزیر آباد یا گکھڑ کو جانے والے یکہ یا گاڑی میں بیٹھ کر راہوالی کے برابر اتر جانا۔ وہاں سے سیدھا راستہ لمبانوالی کو جاتا ہے۔ نام بھی "لمبانوالی" شاید اسی لئے تھا کہ اتنا لمبا راستہ تھا۔ یہ مقام گوجرانوالہ سے قریباً چار میل ہوگا۔ کہتے ہیں میں نے اس کی بات سنی اور یکوں کے اڈہ کو دوڑا۔ ایک یکہ سواریاں لے کر چل نکلا تھا۔ میں نے اسے کہا فلاں مقام تک مجھے بھی لے چلو۔ اس نے کہا سب سواریاں پوری ہو چکی ہیں۔ میں نے اسے کچھ پیسے کی لالچ دی اور کہا کہ میں اس پٹڑی پر کھڑا ہو جاؤں گا۔ چنانچہ پیسے کی لالچ میں آکر اس نے مجھے پٹڑی پر کھڑا ہونے کی اجازت دے دی۔ اور میں اسی طرح لٹکا ہوا سوار ہوکر راہوالی کی طرف روانہ ہوا۔ راہوالی پہنچا۔ یکے سے اتر کر پیسے اس کے حوالہ کئے۔ اللہ تعالےٰ نے مدد فرمائی۔ زمین لپٹتی گئی۔ وقت بھی تھما رہا۔ میں گاؤں پہنچا۔ منشی صاحب کے مکان پر پہنچ کر آواز دی۔ آواز پہچان کر ننگے سر اور ننگے پاؤں دروازے پر آئے۔ میں نے جلدی میں مقصد عرض کیا اور فوراً آجانے کو کہا۔ صد ہزار شاباش اور دین و دنیا میں بھلا ہو۔ اس خوش نصیب انسان پر فوراً نکل آئے اور میرے ساتھ گوجرانوالہ اسٹیشن کو دوڑنے لگے۔ ہم دوڑے اور خوب دوڑے۔ واپسی پر منشی صاحب ایک پگڈنڈی کے راستے سیدھے اسٹیشن گوجرانوالہ کو آئے۔ ادھر ہم پہنچے، ادھر گاڑی آگئی۔ جلدی سے ٹکٹ لئے اور خدا کا شکر بجالاتے ہوئے گورداسپور روانہ ہو گئے۔ جہاں پر خدا کا اولوالعزم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری انتظار میں تھا۔ الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ۔ کہ یہ مہم محض خدا کے فضل سے سر ہوئی اور حضرت اقدس کے حضور سرخروئی نصیب ہوئی۔ اور حضور علیہ السلام تبسم فرماتے ہوئے جزاک اللہ۔ جزاک اللہ فرماتے رہے اور دعائیں دیتے رہے"(۷)

پس یہ تھے اطاعت شعار، قادیان کے وہ روشن نشان جن سے قادیان کی بستی جگمگا رہی تھی۔

قرآن کریم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہؓ کے ذکر میں یہ بھی فرمایا ہے

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

کہ ان کی سچائی کی نشانیاں ان کے سجدوں کی وجہ سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ انہیں اور کسی دلیل کی حاجت ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ بھی خدا تعالےٰ سے اور پرانے آخرین دور کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق سے ان نشانیوں کے ذریعے ملے ہیں۔ وہ ایسا ملنا نہیں جیسے زبان سے کہہ دیا ہم ان سے مل گئے۔ خدا نے کہہ دیا ہے۔ وہ تمام علامتیں ان میں دوبارہ پیدا ہوئی ہیں جس طرح

اولین دور میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور ان نشانات کی صداقت کی ایک دنیا نے گواہی دی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی مولوی خیر الدین سیکھوانی رضی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مباحثات اور مناظرات حکماً بند کر دیئے۔ ان دنوں مخالف مولوی صاحبان " ہرسیاں" میں آئے اور مناظرے کا چیلنج دیا۔ مولوی خیر الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مولوی فتح الدین صاحب کو دھرم کوٹ سے بلا لیا۔ کیونکہ مولوی فتح الدین صاحب اچھے صاحب علم تھے اور اچھا مناظرے کا فن جانتے تھے۔ سیکھواں سے بھی احمدی دوستوں کو بلا لیا۔ اور اپنے بڑے بھائی جمال الدین کو حضور اقدس کی خدمت میں اجازت برائے مناظرہ روانہ کیا۔ ہم سب وہاں جمع ہو کر حضور کی اجازت کا انتظار کرنے رہے۔ فریق مخالف نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا تھا اور بہت سے پیغام بھیج رہے تھے کہ جلدی ہمارے ساتھ مناظرہ کریں۔ مولوی خیر الدین صاحب رضی نے جواب دیا کہ جب تک قادیان سے اجازت نہ آوے ہم قطعاً مناظرہ نہیں کریں گے۔ اس پر مخالفین نے خوشی کے ترانے گانے شروع کر دیئے۔ نمبرداران کے پاس آیا اور کہا کہ دیکھو بہت رسوائی ہو رہی ہے، بہت بدنامی ہو رہی ہے۔ یا تو تم مناظرہ مانو یا میں ان کو یہاں سے کسی طریقے سے رخصت کروں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارا تو ایک پیر و مرشد ہے اس کی اجازت کے بغیر تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ہمیں مناظرے کا کوئی خوف نہیں۔ مگر اجازت نہیں ہے۔ جب تک اجازت نہ آئے ہم ایسا نہیں کریں گے۔ اتنے میں پیغامبر واپس آیا اور اس نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مناظرے کی اجازت نہیں دی۔ مناظروں کے نتیجہ میں فائدہ کم ہوتا تھا اور مولوی شرارت بہت کرتا تھا۔ کذب بہت اچھالتا تھا۔ جس سے احمدیوں کو بڑی گہری روحانی اذیت پہنچتی تھی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مناظرے بند کروا دیئے۔ لیکن یہ سننا تھا کہ وہاں قیامت کا گند برپا ہو گیا۔ اس قدر گالیاں دی گئیں۔ اس قدر گند بکا گیا۔ اس فتح کی خوشی میں شادیانے بجانے لگے۔ سوائے اس کے کہ ہمارا دل خون ہو اور کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک عجیب نظارہ دیکھا کہ جمعہ کے دن ہرسیاں سے ایک جماعت قادیان پہنچ گئی۔ ہم نے حیرت سے ان سے پوچھا کہ تم نے تو ظاہری طور پر ہماری شکست کے شادیانے بجائے تھے۔ تم یہاں کیا کرنے آ گئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے آپ کے چہروں کو بھی دیکھا اور ان کے چہروں کو بھی دیکھا۔ وہاں ہمیں سوائے ضلالت اور گمراہی کے کچھ نظر نہ آیا اور آپ کے چہرے پر ہم نے خدا کا نور دیکھا۔ صداقت کے نشان دیکھے۔ پس ہمارے دلوں نے ہمیں مجبور کر دیا کہ جو آنکھوں نے دیکھا ہے، وہ مانیں اور ہم بھی کشاں کشاں یہاں بیعت کے لئے حاضر ہو گئے ہیں۔ (۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ رضی کے حق میں بھی قرآن کریم کی یہ گواہی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

## اولین دور کے تابعین

قادیان کے دوسرے دور میں مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ و ناظر اعلیٰ قادیان خود بھی بہت پاک نمونہ رکھنے والے تھے۔ صحابہ رضی کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ کا قادیان کے ہندو سکھوں پر اتنا اثر تھا کہ باوجود اس کے کہ قادیان کی بستی میں احمدیوں کی تعداد بہت معمولی سی تھی۔ پھر بھی ان پر اعتماد کی وجہ سے ان کو قادیان کی کونسل کا چیئرمین منتخب کر دیا گیا تھا۔ بڑا وقار تھا۔ بڑی عزت تھی۔ اور حضرت شیخ عبد الرحمٰن صاحب جن کو جٹ کہا جاتا تھا، ان کے نیک اثر کے نتیجے میں قادیان کی جو باقی آبادی تھی، خدا کے فضل سے قادیان کے درویشوں کے بہت قریب آ گئی اور ان کی ہمیشہ عزت کرتی رہی۔

خلفاء کے دور میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیت یافتہ لوگ تھے، ان کا فیض براہ راست بھی جاری رہا۔ ان کی تربیت پانے والے تابعین پر بھی ان کے پاک اثرات نیک صفتوں کی صورت میں رونما ہوئے۔ ان کے نتیجے میں بہت سے حسن سیرت والے نئے وجود تراش دیئے۔ اور بڑی کثرت سے ہم نے وہاں اولین تابعین کو بھی صحابہ کے رنگ میں رنگین پایا۔ ایک لمبے عرصہ تک ایسا پاک نمونہ قادیان میں اپنے جلوے دکھاتا تھا۔ بعض دفعہ بعض غیر اور بعض متشدد مخالف بھی قادیان آ کر حیرت کے ساتھ اس بستی کو دیکھتے تھے اور یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جایا کرتے تھے کہ قرون اولیٰ کے رنگ کسی نے دیکھنے ہوں تو قادیان آ کر دیکھے۔ حتیٰ کہ علامہ اقبال نے بھی جنہوں نے بہت مخالفت کی ایک موقع پر یہ بیان دیا کہ اگر کسی نے اسلام کا ٹھیٹھ نمونہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ دیکھنا ہو تو وہ قادیان آ کر دیکھے۔ ۱۹۱۳ء میں ایک جرنلسٹ وہاں تشریف لائے۔ ان کا نام محمد اسلم تھا۔ قادیان کچھ دن ٹھہر کر وہ واپس گئے۔ قادیان کے تاثرات لکھتے ہوئے وہ قلم طراز ہیں۔ " عام طور پر قادیان کے احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشے میں سرشار پایا اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت قادیان میں دیکھی۔ کہیں نہیں دیکھی۔ صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی مسجد میں پڑھنے کے بعد جسے مسجد مبارک کہا جاتا ہے۔ میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو بلا تمیز بڑے، چھوٹے میں نے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی مسجدوں میں دو بڑے گروہوں اور اسکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا موثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔ حتیٰ کہ احمدی تاجروں کا صبح سویرے اپنی دکانوں اور مسافروں کا مقیم مسافر خانوں کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین پیدا کر رہی تھی۔ گویا صبح کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ قدوسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اتر کر قرآن کریم کی تلاوت کر کے نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں۔ غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا" (۹)۔ کیسی بے اختیاری میں ان سے کیسی سچائی کی باتیں نکل آئی ہیں۔ ان کے قلم نے جو سچائی کے موتی بکھیرے ہیں یہ حقیقت میں بہت گہری باتیں ہیں۔ جن کا تعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث سے بھی ہے۔ جن میں سے ایک حدیث میں نے گزشتہ جمعوں میں آپ کے سامنے پیش کی تھی کہ جہاں صدق دل کے ساتھ ذکر الٰہی ہوتا ہے۔ گروہ در گروہ، طبق در طبق فرشتے نازل ہوتے ہیں اور جمگھٹا کر جاتے ہیں۔ اور زمین سے عرش تک فضا فرشتوں سے بھرپور ہو جاتی ہے۔ پس ایسی کیفیت جو انہوں نے وہاں محسوس کی ہے حالانکہ وہ احمدی نہیں تھے کہ قدوسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اتر کر یوں معلوم ہوتا، قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں۔

## درویشان قادیان کو نصیحت

پس اے درویشان قادیان! آج بھی ویسے نمونے دکھاؤ، آج بھی قادیان کی گلیوں میں صبح ایسی ہی تلاوت کی آوازیں بلند ہوں۔ باہر سے آنے والے اگر اس نظارے سے متاثر نہ ہو سکتے ہوں تو نہ ہوں۔ آسمان سے فرشتے نازل ہوا کریں۔ ہر صبح بھی گواہی دیا کرے کہ خدا تعالیٰ کے قدوسیوں کا ایک گروہ اس بستی میں آج بھی زندہ ہے اور ان پاک نشانات کی حفاظت کر رہا ہے جو ہمیشہ زندہ رکھنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ خدا کرے کہ اس کی آپ کو توفیق ملے جو حاضرین جلسہ آج وہاں تشریف لائے ہیں یا تشریف لا چکے ہیں۔ جب جلسہ کا اختتام ہوگا تو کچھ تو آج ہی شاید واپس چلے جائیں مگر ایک بڑی تعداد وہاں ٹھہرے گی۔ ان سے میں کہتا ہوں کہ وہ کل صبح کی نماز کے بعد انہی نظاروں کو دہرائیں۔ ان نظاروں کو دوبارہ زندہ کر دیں تاکہ قادیان کی گلی گلی زیادہ روشن اور منور ہو جائے۔ فرشتے آسمان سے اتر کر آپ پر سلام بھیجیں اور ایسے پاک

۲۶ مار ۲۶ ۱۹۹۶ء

نظارے ہوں! جن کو دیکھ کر وہ جو قرآن کے نور سے وابستہ نہیں ہیں ان کو بھی بینائی نصیب ہونے لگے۔ خدا انہیں بھی آنکھیں عطا کرے کہ وہ اس نور سے فیضیاب ہونے کی طاقت پا جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ان نظاروں کے فیض سے اسلام کی طرف واپس کر دے۔ دیکھئے اسلام کی طرف مائل کرنا کچھ تو زبان سے ممکن ہوتا ہے اور کچھ عمل صالح سے ہوا کرتا ہے اور جب تک عمل صالح کی گواہی، زبان کی گواہی کے ساتھ نہ ہو، کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ جتنا چاہے کوئی چرب زبانی سے کام لے۔ اگر عمل صالح اس کا ساتھ نہ دے تو زبان کی گواہی کا کوئی اثر طبیعت پر نہیں پڑتا لیکن عمل صالح ایک ایسی قوت رکھتا ہے کہ زبان اس کا ساتھ نہ بھی دے تب بھی وہ دلوں کو تبدیل کر دیتا ہے اور بہت سے ایسے خاموش خدا کے بندے ہیں بہت سے ایسے متقی ہیں، جنہوں نے زبان کے ذریعے لوگوں کو نہیں بلایا۔ لیکن ان کا دن، ان کا پاک وجود ایک غیر معمولی مقناطیسی قوت اپنے اندر رکھتا تھا اور لوگ خود بخود ان کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ پس آج قادیان کی بستی کو ایسے صاحب جذب بزرگوں کی ضرورت ہے، ایسے متقیوں کی ضرورت ہے جن کی کشش ماحول کو اپنی طرف بڑی قوت کے ساتھ کھینچے گی۔ اور وہ چاہیں بھی کہ نہ آئیں تب بھی لوگ کشاں کشاں آپ کی طرف چلے آئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے۔

قادیان میں ان اقدار کی حفاظت ہوتی رہی یہاں تک کہ تقسیم ہند کا وقت آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہل قادیان ان اعلیٰ قدروں کی حفاظت کرنے والے تھے۔ اس دور کی ایک گواہی ایک غیر احمدی ایڈیٹر کے قلم سے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اخبار" ریاست" کے ایڈیٹر صاحب ۱۹۵۷ء میں ۲۱ر دسمبر کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔ " یہ واقعہ انتہائی دلچسپ ہے کہ مشرقی پنجاب میں خونریزی کا بازار گرم تھا۔ مسلمانوں کا مسلمان ہونا ہی ناقابل معافی جرم تھا۔ مشرقی پنجاب کے کسی ضلع کے کسی مقام پر کوئی بھی مسلمان باقی نہ تھا۔ وہ یا تو پاکستان چلے گئے یا قتل کر دیئے گئے۔ قادیان میں چند درویش صفت احمدی تھے جنہوں نے اپنے مقدس مذہبی مقامات چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے ننگ شرافت لوگوں سے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے۔ ان کو بلاخوف تردید مجاہد قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور جن پر آئندہ کی تاریخ فخر کرے گی۔ کیونکہ امن و امان کے زمانے میں تو ساتھ دینے والی تمام دنیا ہوا کرتی ہے۔ ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دینا چاہیئے۔ جو جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہیں اور موت کی پرواہ نہ کریں۔

اب بھی قادیان کے درویشوں کے اسوہ حسنہ کا خیال آتا ہے تو احترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن کو آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے قرار دینا چاہیئے" (۱۰)۔ پس کل تک جو تم غیروں کی زبان پہ بھی فرشتے کہلاتے تھے۔ آج اپنے اعمال میں ایسی تبدیلی روا نہ رکھیں کہ جس کے نتیجے میں اپنے بھی تمہیں فرشتہ نہ کہہ سکیں۔ تقویٰ ایک ایسی نعمت ہے جو حاصل ہونے کے باوجود پھر بھی حفاظت چاہتی ہے۔ قدم قدم پہ ہر قسم کے خزانوں پر ڈاکے بھی پڑا کرتے ہیں۔ جگہ جگہ سے دلوں میں بد نیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور جہاں بھی دولت کو دیکھتے ہیں تو بعض بدنیتوں والے لوگ اس دولت کو حاصل کرنے کے لئے یا حاسد لوگ اس دولت کو ضائع کرنے کے لئے کوشش ضرور کرتے ہیں۔ آپ کو جو دولت نصیب ہے۔ اگر ایسے صاحب رشک لوگ پیدا ہوں جو آپ سے اس دولت کو لینا چاہیں تو اس میں قطعاً کسی کنجوسی کی ضرورت نہیں۔ یہ وہ دولت ہے جو ہزار بانٹو تو ختم نہیں ہوگی۔ اس لئے ضرور ان کو دیتے چلے جاؤ۔ لیکن اس دولت کی پہلے اپنے دلوں میں حفاظت کرو، پھر یہ برکت ایسی ہے جس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان حاسدوں سے بچو جو تمہارے سینوں میں ان دولتوں کو بھسم کر دینا چاہتے ہیں۔ خود ان کو اس دولت کی کوئی قدر نہیں ہے۔ ہیروں اور جواہرات کو مٹی اور کنکر پتھر سے زیادہ قیمتی نہیں سمجھتے لیکن پھر بھی ان کے دلوں کی گہرائیوں میں یہ احساس ضرور ہے کہ ہم جیسے کنکر پتھر سے زیادہ عزت نہیں دیتے انہی کنکر پتھروں میں غیر معمولی چمک ہے۔ ان میں غیر معمولی جذب اور کشش ہے اور اس احساس سے وہ جلتے ہیں اور آپ کی نیکی کی قوتوں کو بھی جلا کر خاکستر کر دینا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ ظاہری طور پر اس طرح حملہ آور نہ بھی ہوں، مختلف بہانوں سے آپ کو پھسلانے کی کوشش کرتے ہیں جیسے آدم کو شیطان نے پھسلانے کی کوشش کی تھی، نیکی کے لباس میں آیا تھا۔ نیک نصیحت کرتے ہوئے آدم کو بظاہر ایک ابدی زندگی کی راہ دکھائی تھی مگر حقیقت میں وہ ایک ازلی موت کی راہ تھی۔ پس ذراسی ٹھوکر کے نتیجہ میں آدم خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بنا اور اگر خدا تعالیٰ آدم کو خود استغفار نہ سکھاتا اور خود اسے قبول نہ فرماتا تو یہ ساری انسانیت جو آج آدم سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ تمام کی تمام ہلاک ہو جاتی۔

پس قادیان کے نور کی حفاظت کریں۔ قادیان کے تقویٰ کی حفاظت کریں اور حاسدوں سے بچ کر رہیں۔ جو طرح طرح کے بھیس بدل کر آپ کے پاس آئیں گے۔ آپ کو دوستی کی دعوت دیں گے۔ دنیا کی چمک دمک سے متاثر کرنے کی کوشش کریں گے۔ دنیا کے کاموں کی طرف کھینچیں گے اور کہیں گے کہ اے درویشو تم نے تو اپنی زندگیاں ضائع کر دیں۔ دیکھو باہر آزاد دنیا میں بسنے والے لوگ کیا کچھ کما بیٹھے ہیں۔ کہیں سے کہیں پہنچ گئے ہیں اور تم نے اپنی جانیں، اپنی دولتیں، اپنے بچے، قادیان کی اینٹوں پر فدا کر دیئے اور ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا۔ یہ جاہل لوگ ہیں۔ یہ جھوٹے ہیں۔ یہی ہیں جو شیطان ہیں۔ حقیقت میں جو سعادتیں آپ کو نصیب ہوئی ہیں اگر آپ ان کی قدر کرنے والے بنیں تو خدا آپ کو دنیا میں بھی بے شمار دے گا اور آخرت میں بھی بے شمار دے گا۔ اگر دنیا میں آپ خدا کے فضل اپنے پر اترتے ہوئے نہیں دیکھ رہے تو یہ خطرے کا مقام ہے۔ بعض دفعہ ایسا ضرور ہوتا ہے کہ اس دنیا میں خدا کے فضل کچھ عرصہ کے لئے نازل نہیں ہوتے۔ یعنی دنیاوی لحاظ سے خدا کے پاک بندے آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ جہاں تک میں نے پاک لوگوں کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے، میں نے دیکھا ہے کہ ایسی آزمائشیں کچھ عرصہ تو چلتی ہیں ہمیشہ کے لئے ساتھ نہیں دیتیں۔ ضرور نیک لوگوں پر ایسے وقت آتے ہیں کہ جس دنیا کو وہ ٹھکرا دیتے ہیں، وہ دنیا ٹھوکریں کھانے کے باوجود ان کے پیچھے لگتی ہے۔ ہاتھ باندھ کر خدمت کے لئے حاضر ہوتی ہے اور یہ عرض کرتے ہوئے ان کے سامنے پہنچتی ہے کہ تم ہم سے جیسا چاہو سلوک کرو۔ جن نیک کاموں پر چاہو خرچ کرو۔ ہم تمہارے بندے بن کر تمہارے پاس رہیں گے۔ خدا اپنے نیک بندوں کی قربانیوں کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ اگر ظاہری طور پر آپ دیکھیں کہ آپ سے وہ سلوک نہیں ہے تو خدا سے شکایت نہ کریں اور اپنے نفسوں کو ٹٹولیں اور دیکھیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ نے قربانی کرنے کے بعد اس قربانی کو ضائع کر دیا ہو۔ اللہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ سوت کاتنے والی اس عورت کی طرح نہ بننا کہ جس نے سوت کاتا ہو اور جب وہ پکا موٹا ہو جائے تو خود اسے چھوٹے چھوٹے دھاگوں میں کاٹ کر ضائع کر دے اور خود اسے بے کار بنا دے۔ بعض دفعہ ایک لمبی محنتوں کے کاتے ہوئے سوت بھی چھری کے ایک وار سے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی کوئی بھی قیمت باقی نہیں رہتی۔ پس اہل قادیان سے جن سے میں مخاطب ہوں بڑے درد کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ ان روشن نشانوں کی حفاظت کریں، جن کا ذکر میں نے صحابہؓ کی زندگی کی مثالوں کے طور پر آپ کے سامنے رکھا ہے جن کا ذکر صحابہؓ کی نسلوں میں ہی نہیں بلکہ ان کے بعد تابعین کی نسلوں میں بھی ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ خلفاء کے دور میں قادیان میں بسنے

والے بزرگ جس طرح اپنے فرائض ادا کیا کرتے تھے۔ ان کے میں نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا قادیان میں رہنے والے قادیان کے درویش اپنے نمونوں پر غور کریں کہ آج بھی آپ میں ایسے پاک نمونے دکھانے والے موجود ہیں۔ حضرت چوہدری برکت علی صاحب تحریر فرماتے ہیں، "خاکسار پر کتنا بڑا احسان ہوا کہ مجھے ایک ساتھ چار کام کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ مجھے بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ انہیں ایک کے بعد جب دوسرا کام دیا جائے تو گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے کام دے دیا ہے۔ ساتھ چار کلرک بھی تو دیں۔ ساتھ اور ذرائع بھی تو مہیا کریں۔ یہ بھی تو دیکھیں کہ کس دفتر میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں لیکن حضرت چوہدری برکت علی صاحب جن کو میں نے خود دیوانہ وار کام کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ یہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاکسار پر کتنا بڑا احسان ہوا کہ مجھے ایک ساتھ چار کام کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ کشمیر فنڈ اور دارالانوار کے کام کے لئے دو مددگار بھی مل گئے تھے۔ لیکن آڈیٹر اور تحریک جدید کا کام خاکسار اکیلے ہی کر رہا تھا۔ آج جو ساری دنیا میں تحریک جدید کا نظام جاری ہے اور لکھوکھا نفوس کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک سال میں احمدی ہونے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ ایک زمانہ ایسا تھا یعنی وہ دور، وہ زمانہ نہیں جو مسیح موعود کا زمانہ ہو۔ وہ زمانہ جسے ہم نے بھی بچپن میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ایک چوہدری برکت علی صاحب دفتر میں بیٹھے ہوئے رات کی بتیاں جلا کر کام کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات جب ہم وہاں سے گزرتے تھے تو حیران ہو کر دیکھا کرتے تھے کہ سب دفاتر کے وقت ختم ہو گئے۔ ان کا ابھی وقت ختم نہیں ہوا۔ کہتے ہیں کہ آڈیٹر کا کام جو بڑا بھاری کام ہے اور تحریک جدید کا تمام تر کام میں اکیلا ہی کیا کرتا تھا۔ حضور کی خدمت میں روزانہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے، حسابات پیش کرنے کے لئے رپورٹ بنانے اور خطوط کی منظوری کی روزانہ اطلاع دینے اور تحریک جدید کی روزانہ رپورٹ پیش کرنے کے بعد مزید تکمیل کے لئے دفتر کی پابندی کا سوال ہی نہ رہا۔ نہ ہی میں نے ۱۹۰۴ سے ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء سے اب تک اس کا خیال کیا کہ دفتر کا وقت ختم ہو گیا۔ چلو گھر چلیں۔ یہ بات گھٹی میں پڑی ہوئی تھی کہ جب تک روزانہ کا کام ختم نہ ہو۔ دفتر بند نہ ہو۔ ضرورت پڑے تو گھر سے جا کر روزانہ کام ختم کرو۔ کبھی دفتر کے وقت کا خیال نہیں رکھا۔ بلکہ روزانہ کام ختم کرنا اپنا اصول بنا لیا"۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی چوہدری برکت علی صاحب کے متعلق فرمایا کہ چودھری برکت علی صاحبؓ ان چند اشخاص میں سے ہیں جو محنت، کوشش اور اخلاص سے کام کرنے والے ہیں اور جن کے سپرد کوئی کام کر کے پھر انہیں یاد دہانی کی ضرورت نہیں ہوتی" (۱۱)۔ اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ ہمیں بکثرت ایسے سلطان نصیر عطا فرما رہا ہے جن کے اوپر جتنا بوجھ لادتے چلے جائیں اتنا ہی وہ شوق سے اٹھاتے چلے جاتے ہیں۔ اتنا ہی ان فرائض پر پورا اترتے چلے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ میں حیرت سے دیکھتا ہوں ان لوگوں کو کہ کیسے اتنا بڑا بوجھ اٹھا لیا۔ بعض دفعہ شفقت کے اظہار کے طور پر ان کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر ان کی تعریف کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ آپ کو بہت تکلیف دی گئی۔ بہت آپ نے بوجھ اٹھایا تو حیرت سے دیکھتے ہیں کہ تکلیف؟۔ آپ نے تو بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اتنا لطف آیا اس کام کا زائد بوجھ اٹھانے کا۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ساری زندگی کا لطف بس انہی دنوں میں سمٹ گیا ہے۔

پس جو لوگ خدا کی خاطر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتے ہیں۔ خدا کو گواہ ٹھہرا کر یہ آپ کو بتاتا ہوں کہ ان کو کوئی تکلیف نہیں ہو رہی ہوتی۔ باہر کی آنکھیں دیکھتی ہیں کہ وہ تکلیف میں مبتلا ہیں لیکن اللہ کی خاطر تکلیف اٹھانے والوں کے لئے ہر تکلیف آسان کر دی جاتی ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو گلزار بنانے والا مضمون ہے۔ دنیا سمجھتی ہے کہ ابراہیم آگ میں جھونکا گیا ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام کے دل سے پوچھو تو وہ کہے گا کہ میں بار بار اس آگ میں جھونکا جاؤں۔ جسے خدا کی محبت، خدا کی رحمت میرے لئے ہر بار ٹھنڈا کرتی چلی جائے۔ ہر بار اس آگ کو گلزار بناتی چلی جائے۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو شہادت میں جو لطف آتا تھا۔ اس کی ایک مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنیئے۔ آپؐ نے ایک صحابی کو شہید ہونے کے بعد کشفی نظارے کے طور پر جنت میں دیکھا۔ یا خدا تعالیٰ نے رابطہ ایسا کروایا کہ خدا تعالیٰ سے جوان کا مکالمہ ہوا اس کی اطلاع بخشی۔ یا پھر یوں ہوا ہوگا کہ آپؐ نے خود دیکھا اور آپ کی سماعت تک وہ مکالمہ اللہ کی طرف سے براہ راست پہنچا ہو۔ یا پھر خدا نے اطلاع دی ہوگی۔ اس کی تفصیل ہمیں نہیں معلوم لیکن ان کو اتنا پتہ ہے کہ آنحضرتؐ اس حدیث قدسی میں یہ گواہی دیتے ہیں۔ کہ وہ میرا غلام صحابی جب شہید ہو کر خدا کے حضور حاضر ہوا۔ تو جس جذبے سے وہ شہید ہوا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی پیار اور پسند کی نظر سے دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ بتا تو مجھ سے کیا مانگتا ہے۔ تیری کیا جزا اجر ہے۔ اس نے کہا اے میرے آقا میری جزا اگر دینی ہے تو مجھے یہ جزا عطا کر دے کہ میں دوبارہ زندہ کیا جاؤں تو پھر محمد رسول اللہؐ کی خاطر لڑتے ہوئے شہید ہوں۔ پھر میں شہید ہونے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں۔ پھر میں محمد رسول اللہؐ کے دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہوں۔ سو بار اس طرح ہو اور سو جانیں تو مجھے عطا کرے تو یہ سو جانیں میں تیرے حضور پیش کر دوں۔ اللہ نے فرمایا کہ میں اس التجا کو اس لئے قبول نہیں کر سکتا کہ یہ میری سنت کے خلاف ہے۔ میں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ جسے ایک دفعہ بلا لوں اسے دوبارہ اس دنیا میں نہیں بھیجوں گا۔ پس ایسے ایسے عشاق جو شہادت میں اتنا لطف اٹھاتے تھے۔ کہ بار بار بہیمانہ طور پر ظالم ان کو قتل کرتے اور پھر اس لطف کے نتیجے میں خدا سے یہ التجا کرتے کہ پھر ہمیں بھیج۔ پھر ہمیں بھیج۔ پھر ان کے ہاتھوں قتل ہوں۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے فیض سے نصیب ہوا کرتی ہیں۔ اسی سے مانگی جاتی ہیں ورنہ محنت اور مشقت اٹھانا ہر شخص کے بس کا کام نہیں ہے۔ ہر کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ میں اس لئے سمجھا رہا ہوں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے محنت کا لطف نصیب نہ ہو کوئی انسان اتنی مشقت زندگی بھر اٹھا نہیں سکتا۔ آج بھی میں احمدیوں کو جانتا ہوں۔ پاکستان میں بھی اور پاکستان کے باہر بھی۔ کہ کم و بیش تمام زندگیاں اپنے کام کے روزمرہ کے دفتر سے جماعت کے دفتر میں جانے میں صرف ہوئیں اور گھروں کو ایسے وقت میں لوٹے جبکہ سارے بیوی بچے سو چکے تھے۔ کھانا جیسے بھی تھا کھایا اور صبح کے وقت بسا اوقات ایسے وقتوں میں اٹھ کر چلے گئے کہ بچے ابھی اٹھے بھی نہیں ہوتے تھے۔ مدتوں بعض لوگوں نے اپنے باپ کے چہرے نہیں دیکھے۔ یہ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ ایسی مشقت کے نتیجہ میں جو ہر وقت دل پر گراں گزر رہی ہو، ہو ہی نہیں سکتا۔ محض ایسی مشقت کے نتیجے میں ہو سکتا ہے جو دل کو ایک عجیب سرور عطا کر رہی ہو۔ عجیب لطف بخش رہی ہو۔ انسان اسے اپنی سعادت سمجھ رہا ہو۔ اس مشقت کو حل کرنے کے لئے ان سے کام لے تو ان کو تکلیف پہنچے۔ بوجھ نہ ڈالے تو وہ راحت محسوس کرے۔ پس یہ اللہ کے فضل سے ہی ممکن ہے۔

## تمام جماعت کو نصیحت

درویشان قادیان کے سامنے یہ مثالیں رکھتے ہوئے جہاں انہیں خدا سے اسی قسم کے فضل مانگنے کی ہدایت کرتا ہوں وہاں تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں مشقت میں لذت طلب کریں۔ محض مشقت طلب نہ کریں۔ ایسی مشقت طلب کریں کہ جس سے آپ کے دل کی ساری تمنائیں وابستہ ہو جائیں۔ آپ کی آرزوئیں ان مشقتوں کے ساتھ چمٹی رہیں۔ آپ کا دل چاہے کہ خدا کی خاطر آپ ہمیشہ اسی

قسم کی تکلیفیں اٹھاتے رہیں۔ تب آپ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہونگے جو خوش نصیب خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو دور اول میں عطا فرمائے تھے۔ تب آپ میں وہ علامتیں پیدا ہونگی جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آپ آخرین میں ہونے کے باوجود اولین سے جا ملے۔ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ کے متعلق حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ گواہی دیتے ہیں جو بے حد جانثار خادم تھے۔ کبھی دفتر کے وقت کا خیال آپ نے نہیں کیا۔ دن رات خدمت میں معروف اور بڑے عالم باعمل تھے۔ آپ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ، جو حضرت چوہدری ظفر اللہ خاں صاحبؓ کے والد تھے ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ "آپ باوجودیکہ قادیان میں آنریری کام کرتے تھے۔ اور کبھی کسی کام کا معاوضہ آپ نے نہیں لیا۔ مگر جس صیغہ میں بھی آپ نے کام کیا نہایت پابندی وقت سے کیا۔ آپ وقت کے شروع میں آتے اور ختم ہونے کے بعد جاتے۔ بلکہ موسم گرما میں آپ صبح چھ بجے دفتر آتے اور بارہ بجے جب کہ تمام دفتر بند ہو جاتے آپ دفتر ہی میں رہتے اور عصر کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ روزانہ اتنا لمبا عرصہ کام کرنا ایک نہایت غیر معمولی بات ہے" (۱۲)

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ کے متعلق اپنے تاثرات یوں لکھتے ہیں کہ "چوہدری نصر اللہ خاں صاحب ایک کامیاب وکیل تھے۔ جب انہوں نے وکالت ترک کی ہے اس وقت ان کا کام پورے زوروں پر تھا۔ دنیا اپنی تمام خوبصورتی اور دلکش اداؤں کے ساتھ ان کے سامنے پیش ہوئی مگر انہوں نے باوجود ثروت وطاقت کے اسے پرے پھینک دیا۔ کاروبار اس لئے ترک کیا کہ اب خدمت سلسلہ کے لئے عملاً زندگی وقف کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے قادیان آکر مرکزی کاموں میں حصہ لیا۔ انہوں نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ انہیں کیا کام دیا جائے۔ اور اپنے کام اور اپنے فرائض کی بجا آوری کے لئے انہوں نے کام اور اپنے مقام کے لحاظ سے کبھی اس کی نمائش کو پسند نہیں کیا۔ صیغہ جات نظارت میں وہ ناظر اعلیٰ تھے اور صدر انجمن کے صدر بھی رہے۔ وہ اپنے فرض منصبی میں جہاں تک میرا تجربہ ہے اور خواہ کچھ بھی ہو اسی طرح آیا کرتے تھے، جیسے کوئی مزدور کام پر اس لئے جا رہا ہو کہ اگر دیر ہو جائے تو مالی نقصان نہ ہو۔ میں نے کبھی کسی ناظر کو چوہدری صاحب سے پہلے دفتر جاتے نہیں دیکھا۔ اگر دفتری کام کسی وقت ہلکا ہو تو اس وقت کو فارغ سمجھ کر دفتر چھوڑ کر گھر نہیں چلے جاتے تھے بلکہ دفتر کے وقتوں میں دفتر میں موجود رہتے اور فارغ وقتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا انڈکس تیار کیا کرتے تھے۔ عادت یہ تھی کہ اگر کسی کام میں معروف ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا کوئی پیغام پہنچے تو اسی حالت، اسی وقت، اس کام کو چھوڑ کر اس کام کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ جس کے متعلق حکم آیا ہو۔ میں نے بعض اوقات دیکھا کہ وہ ایک نہایت ضروری کام میں معروف ہیں۔ حکم کسی اور کام کے لئے آگیا۔ وہ جھٹ کھڑے ہو گئے۔ ایک مرتبہ میں نے چوہدری صاحب سے کہا کہ اس کو ختم کریں۔ فرمایا کہ کام وہی ہے جو حضرت صاحب فرمائیں۔ جب یہ حکم آگیا تو یہ مقدم ہو گیا ہے" (۱۳) وقت کے پابند تھے اور تمام وقت نہایت محنت سے معروف کار رہتے تھے۔

امرتسر کے ایک اخبار "تنظیم" کے ایڈیٹر مولوی عبد المجید صاحب قریشی تھے۔ وہ قادیان کے کارندوں کے نظم وضبط سے اتنا متاثر ہوئے کہ اپنی اخبار "تنظیم" میں انہوں نے اداریہ لکھا جس میں لکھتے ہیں۔

"ہندوستان عیسائیوں کی جماعت، جماعت احمدیہ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ قادیانی جماعت کا نظام ایک مضبوط سے مضبوط گورنمنٹ نظام کا مقابلہ کر سکتا ہے اور اس کے ہر شعبہ میں اسی طرح باقاعدگی، ضابطہ داری اور اصول پرستی موجود ہے جتنی کسی گورنمنٹ کے مختلف منظم محکموں میں ہوا کرتی ہے" (۱۴)۔ یہ جو تبصرہ ہے، یہ دراصل کم علموں کا تبصرہ ہے حقیقت یہ ہے کہ آج غیر قومیں، غیر مذاہب اور غیر ملکوں کے نمائندگان۔ مغربی ملکوں کے نمائندگان بھی یہ گواہی دے رہے ہیں کہ نظام جماعت احمدیہ کو کسی مغربی حکومت کا بھی نظام نہیں پہنچ سکتا۔ وہ سب سے بالا ہے۔ جرمنی میں بھی ایک واقف حال مبصر نے یہ گواہی دی۔ نظام جماعت احمدیہ کو دیکھ کر تو میں حیران رہ گیا ہوں۔ جرمن قوم یہ سمجھا کرتی تھی کہ محنت میں اور نظم وضبط میں ہمارا کوئی جواب نہیں۔ مگر جماعت احمدیہ کو جس طرح میں نے کام کرتے دیکھا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہم غلطی پر تھے۔ اس جماعت کا دنیا میں کوئی جواب نہیں ہے۔ انگلستان میں جس طرح بڑے بڑے افسروں نے یا اخبار نویسوں نے جماعت احمدیہ کو معروف عمل دیکھا ہے۔ دنگ رہ گئے ہیں دیکھ کر کہ ایسا نظم وضبط اور پھر وہ طوعی طور پر ہو۔ بغیر کسی حرص کے۔ بغیر کسی لالچ کے۔ بغیر کسی دباؤ کے۔ یہ ایسا عظیم الشان نظام ہے۔ جس کی کوئی مثال دنیا کے پردے پر دکھائی نہیں دیتی۔

## خواتین کی قربانیاں

قادیان کی خواتین سے متعلق میں یہ ضرور گواہی دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ پوری طرح مستعد بھی ہیں اور نیک کاموں میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں بلکہ بعض خوبیوں میں مردوں سے بھی آگے بڑھ چکی ہیں۔ جب میں نے تبلیغ کی نصیحت کی تو لجنہ کے وفود مناسب حفاظت کا انتظام کرکے انصار کو ساتھ لے کر ارد گرد کے دیہات میں پھیل گئے اور گروہ در گروہ تبلیغ میں معروف ہو گئے۔ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کو بہت اچھے پھل ملے۔ سارے ہندوستان کی لجنات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بیداری پائی جاتی ہے اور یہ جماعت احمدیہ کی خواتین کا ایک پرانا خاصا ہے۔ نسلاً بعد نسلاً خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی خواتین میں خدمت کا ایسا عظیم الشان جذبہ پایا جاتا ہے کہ دنیا کی کسی قوم کی عورتوں میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ اس لئے وہ جاہل جو سمجھتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو اپنے گھروں اور حجروں میں بند کر رکھا ہے۔ وہ جاہل ہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں۔ آزادی ہوتی کیا ہے۔ خواتین کو ظالم مردوں کی طرف سے جو ایسی آزادی نصیب ہوئی ہے۔ جس میں تمام دنیا کی عورتیں ابھی تک جکڑی ہوئی ہیں اور دن بدن شیطان کے چنگل میں اور زیادہ تنگی محسوس کرتی چلی جاتی ہیں۔ اور بے اختیار ہیں۔ اس کا نام ان لوگوں نے قید بنا رکھا ہے۔ یہ قید نہیں ہے۔ یہ آزادی ضمیر ہے۔ یہ انسانی اعلیٰ قدروں کی نشوونما کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں رہی کہ وہ بن سنور کر اپنے اس حسن کو غیروں پر ظاہر کریں جو خدا نے اپنوں کے لئے عطا کر رکھا ہے اور دنیا میں فساد پھیلاتی پھریں۔ نیک کاموں میں محو ہو کر تقویٰ کے زیور سے آراستہ یہ خواتین یعنی احمدی خواتین دنیا میں ہر جگہ نیکوں کی صف اول میں آگے ہی آگے بڑھ رہی ہیں۔ دشمن کی چالبازیاں ان کے دلوں میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتیں۔ ان کو اپنے مقصد میں متزلزل نہیں کرتیں بہت سر اٹھا کر چلتی ہیں۔ میں نے انگلستان میں احمدی خواتین کو کام کرتے دیکھا ہے۔ بعض احمدی بچیوں کے ریسرچ گروپ ہیں جو خود منظم کئے ہیں اور دیکھ کر میرا دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ جہاں دوسروں کی بچیاں مسلمانوں کی بھی اور دوسری بھی شیطان کے بہکاوے میں آئی ہوئی اپنے حسن بگاڑ بیٹھی ہیں وہاں خدا کے فضل سے احمدی بچیاں نیک کاموں میں معروف ہیں اسلام کے حق میں مختلف مذاہب کی تحقیق کر رہی ہیں اور ان کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس لباس میں کیسی دکھائی دیتی ہیں۔ آج کے زمانے میں انگلستان میں پیدا ہونے والی بچیاں پرانی افریقی، پاکستانی طرز کے برقعے پہنے ہوتے ہیں۔ کالجوں میں جاتی۔ یونیورسٹیوں میں جاتی ہیں۔ وہاں اپنے پروفیسروں سے اسلام کے خلاف کوئی بات سنیں تو شیروں کی طرح انہیں للکارتی اور مقابلے کرتی ہیں۔ اور مجال نہیں کوئی ان کو بیک ورڈ BACKWARD قرار دے سکے۔

تو باقی دنیا کی احمدی مستورات کو بھی جہاں کہیں کوئی کمزوری پیدا ہو رہی ہے۔ اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ عزت حقیقت میں اپنے اندر سے ملتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل عطا ہوتا ہے۔ اگر آپ

اپنے نفس میں معزز ہیں تو دنیا آپ کو کبھی ذلیل نہیں کر سکتی۔ آپ کی عزت نفس، آپ کا سہارا بنتی ہے اور آپ کو خود کھڑا کرتی ہے۔ اور آپ پوری جرأت، پورے حوصلے، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ قدم اٹھاتی ہیں۔ ہر قدم میں اعتماد پایا جاتا ہے اور دنیا کی آپ کو کوئی احتیاج نہیں رہتی۔ دنیا ایسی خواتین کی عزت کرنے پر مجبور ہو جایا کرتی ہے۔ پس احمدی خواتین کی تاریخ ایسے کارناموں سے مزین ہے جس سے یہ تمام دنیا کی خواتین پر ایک امتیاز رکھتی ہیں اور اس امتیاز کو آج تک زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بارہا احمدی خواتین کا ذکر بڑے پیار اور عزت سے کیا۔ دہلی کے جلسے میں جس میں میں بھی موجود تھا، مجھے یاد ہے کہ بڑے زور سے غیر احمدی علماء کے بہکائے ہوئے بے شمار لوگ حملہ آور ہوئے۔ ہزار دو ہزار ہونگے جو جلسے میں شریک تھے اور لاکھ کا گروہ تھا یا شاید اس سے بھی بڑھ کر ہو جو دلی والوں نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر رکھا تھا۔ اور مولوی ان کو انگیخت کرتے ہوئے حملے پر آمادہ کر رہے تھے۔ اس وقت احمدی خواتین کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ”جب عورتوں کی لاریوں پر انہوں نے حملہ کیا تو احمدیوں نے مقابلہ کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے چند احمدیوں نے سینکڑوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ غیر مسلم اور غیر احمدی خواتین کو خطرے کا بہت احساس تھا جو کہ جلسے میں زائرین کے طور پر شریک ہوئی تھیں بعض تو گھبراہٹ میں کانپنے لگیں۔ مگر اس وقت احمدی عورتوں نے بھی بہادری دکھائی اور ان کے گرد قطار باندھ کر کھڑی ہو گئیں۔ اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ اگر کوئی اندر آیا بھی تو ہم مقابلہ کریں گی۔ حکومت ہند کے ایک سیکرٹری کی اہلیہ بھی وہاں تشریف لائی ہوئی تھیں۔ وہ سخت خوفزدہ تھیں، انہیں جب کار میں بٹھایا گیا تو ان کے ایک طرف میری لڑکی بیٹھ گئی۔ یعنی حضرت مصلح موعودؓ کی لڑکی۔ یعنی میری ہمشیرہ اور دوسری طرف ایک غیر احمدی خاتون جو بہادر دل تھیں وہ بیٹھ گئیں اور ان کو تسلی دی کہ اگر پتھر آئے تو ہمیں لگیں گے آپ مطمئن رہیئے اور حفاظت سے ان کو گھر پہنچا دیا“ (۱۵) پس یہ بھی وہ آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیضان سے دوبارہ آسمان صداقت پر جگمگانے لگے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی واقعات اس دور میں دوبارہ پیدا کئے ہیں جیسے کہ قرون اولیٰ میں ہوتے تھے۔ اس وقت بھی بعض دفعہ مسلمان خواتین بعض خطرات کے وقت ڈنڈے اٹھا لیا کرتی تھیں اور دشمن کے مقابل پر نکل کھڑی ہوتی تھیں۔ اس دور میں بھی یہی باتیں دوبارہ پیدا ہو رہی ہیں۔ یہی معانی ہیں اس کے کہ آخرین کو اولین سے ملایا جائے گا۔ صفات حسنہ میں ملایا جائے گا۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض نصائح پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ نصائح تو ختم نہیں ہو سکتیں لیکن کسی طرح میں آپ کے سامنے چند پاک نصائح کے نمونے پیش کر سکوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو“۔ غور سے سنیں۔ کیسی پاک نصیحت ہے۔ تمام انسانی وجود کو اس نے گھیرے میں لے لیا ہے۔ اگر آپ اس نصیحت پر عمل کریں تو یقیناً ویسے ہی مطہر وجود بن جائیں گے۔ جیسے کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ آخرین میں سے ہو کر بھی آپ اولین سے جا ملیں گے پھر فرمایا ”چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں، میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے“۔

## اے قادیان میں رہنے والو

پس اے قادیان میں رہنے والو آج بھی مسیح موعود کے دوست بن کر قادیان میں رہو۔ اسی میں تمہاری ابدی زندگی ہے۔ دوستی کا حق نبھانا کبھی نہ بھولنا۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونے دکھائیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔ یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسد پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بے ہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ کھیت جو محنت سے تیار کیا جاتا ہے اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے“ (۱۶)۔ پھر فرماتے ہیں کہ ”ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔ اس کا اس نے بار بار مجھے یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارو۔ کوشش کرو تا متقی بن جاؤ“ (۱۷)۔

قادیان میں مختلف لوگ دور دور سے آ کر بسے ہیں۔ ان میں سے ایسے بھی ہونگے جو قادیان میں ذریعہ معاش کی تلاش کرتے ہوئے پہنچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ لیکن قادیان جا کر بسنے والوں کو کس نیت سے وہاں جانا چاہیئے، اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ روایت میں آتا ہے ”ایک مرتبہ کسی نے کہا تجارت کے لئے یہاں آنا چاہتا ہوں یعنی قادیان میں رہ کر تجارت کروں۔ فرمایا یہ نیت ہی فاسد ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے اور اصلاح عاقبت کے خیال سے یہاں رہنا چاہیئے۔ نیت تو یہی ہو اور اگر پھر ایسے ساتھ کچھ تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں۔ اصل مقصد دین ہو۔ نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے شہر موزوں نہیں؟ یعنی دنیا کے شہر زیادہ موزوں ہیں۔ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا تعالیٰ کا فضل سمجھو“ (۱۸)۔ آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت پر میں اس خطاب کو ختم کرتا ہوں اور تمام اہل قادیان کو اس پاس مقدس بستی میں اس عالمی جلسے میں شرکت پر تمام دنیا کی جماعتوں کی طرف سے مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ بامقصد، بامراد ہوتے ہوئے یہاں سے رخصت فرمائے۔ اپنے قادیان میں حاضری کے اعلیٰ مقصد کو آپ پالیں۔ آپ خیر و عافیت سے اللہ کی حفاظت میں واپس لوٹیں۔ آپ کے اندر ایسی پاک تبدیلیاں پیدا ہو جائیں کہ جس کے نتیجہ میں آپ تمام دنیا کے لئے مقناطیسی قوت کے مالک بن جائیں۔ خدا کرے آپ خدا نما وجود ہو جائیں۔ جن کو دیکھ کر بہت سے خدا کے بھٹکے ہوئے بندے اپنے کھوئے ہوئے رب کا نشان پا جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”تمہیں خدمت کی توفیق ملتی ہے مگر یاد رکھو ”تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر معقود جائیدادوں کو اس راہ میں بیچ دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔ تمہیں معلوم نہیں اس وقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ اور ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو۔ مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے اور یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ہلاک ہوتا ہے، کوئی اتنی جلد ہلاک نہیں ہوتا“ (۱۹)۔ آیئے اب ہم اختتامی دعائیں شامل ہوتے ہیں۔ جہاں آپ اپنے نیک مقاصد کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کو پیش نظر رکھیں گے۔ خصوصیت سے اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں بہت لمبے عرصے سے یہ خدا کی خاطر بہت تکلیفوں میں پابند سلاسل ہیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کی خوشحالی دکھا کر ہمارے سینے ٹھنڈے کرے۔ اور ہمارے دل روشن کرے۔ خدا کرے کہ جلد ایسا ہو۔ یاد رکھیں کہ احمدیت اس دور میں داخل ہو چکی ہے۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

# اعلانات نکاح و تقریب رخصتانہ

خاکسار کی بیٹی عزیزہ مبارکہ شاہین کا نکاح ہمراہ عزیز احمد روڈولف (Ahmad Rudolf.) آف جرمنی اجوس ۲۵ ہزار جرمن مارک محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ۲۵/۱۲/۹۳ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۳ء کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ احباب کرام سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر /۵۱ روپے)
(خاکسار۔ برکت علی انعام درویش قادیان)

خاکسار کی بیٹی عزیزہ روبی ہاشمی کا نکاح عزیزم مکرم سرفراز احمد صاحب ابن مکرم ابرار حسین صاحب ساکن دہلی کے ساتھ مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت قادیان نے مورخہ ۲۶/۱۲/۹۳ کو مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھا۔

احباب اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کریں۔ (ممتاز احمد ہاشمی درویش قادیان)

خاکسار کے بیٹے عزیزم امان اللہ فراست کی تقریب شادی ۲/۱/۹۴ کو قادیان میں عمل میں آئی بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کرائی بعدہٗ برات محترم محمد ابراہیم صاحب غالب مرحوم درویش کے مکان پر گئی جہاں ان کی دختر عزیزہ طاہرہ بشریٰ صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین (مبلغ /۱۰۰ روپے اعانت بدر)
(خاکسار۔ فرحت اللہ چنداپوری۔ حیدر آباد)

مورخہ ۶/۲/۹۴ کو ظہیر آباد (آندھرا) میں عزیزہ شاہدہ سلطانہ بنت مکرم محمد رفیع الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ ظہیر آباد کا نکاح عزیزم مکرم محمد شفیع اللہ صاحب اطہر ابن مکرم محمد بشارت احمد صاحب ساکن ابراہیم پیٹ (آندھرا) کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر مکرم شیخ مسعود احمد صاحب مبلغ وقف جدید نے پڑھا۔

احباب سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر /۵۰ روپے)
(انچارج شعبہ رشتہ ناطہ قادیان)

# ولادتیں

میری بچی ناصرہ تصور صاحبہ کو تقریباً چھ سال بعد ربوہ میں اللہ تعالیٰ نے ۳۰ جنوری ۱۹۹۴ء کو پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام حضور انور نے "تابندہ کرن" رکھا ہے۔ جو فلاح الدین تصور کی بیٹی اور مکرم صلاح الدین صاحب نیر ایڈووکیٹ کی پوتی ہے۔ اور میری نواسی ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ زچہ بچہ کو خیریت سے رکھے۔ نیک صالح خادم دین بنائے۔ ہر نعمت سے نوازے۔ (رشیدہ بیگم اہلیہ احمد حسین درویش قادیان)

(۲) الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے عاجز کے بیٹے عزیز عبد المتین سلمہٗ کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام سیدنا حضور انور نے "عبد القادر" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود محترم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ کا نواسہ ہے۔ قارئین سے نومولود کے نیک صالح خادم دین ہونے اور درازی عمر کیلئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ اسی کے ساتھ اپنے دوسرے بیٹے عزیز عبد المجیب سلمہٗ کی کاروباری پریشانیوں کے ازالہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے بھی عاجز انہ دعاؤں کا خواستگار ہے (تذکرہ۔ تعمیر مسجد

قطب شمالی /۵۰ روپے۔ اعانت بدر /۲۰۰ روپے)
(خاکسار۔ عبد الرشید دیودرگی۔ حیدر آباد)

(۳) :۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے برادر عزیز سید وسیم احمد سیفی کو مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۹۴ء بطور نعم البدل بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم سید محمد شاہ سیفی صاحب مرحوم آف بیجبہاڑہ کا پوتا اور مکرم میر غلام رسول صاحب آف یاری پورہ کا نواسہ ہے۔ نومولود کا نام "سید سفیر احمد سیفی" تجویز کیا گیا ہے۔ احباب کرام سے نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر /۱۰۱ روپے) (زبیدہ زہرہ جبلین اننت ناگ۔ کشمیر)

(۴) :۔ خاکسار کے بڑے بھائی مکرم شبیر محمد خان صاحب آف ننگل گھنو کو ۳ فروری ۱۹۹۴ء کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ مکرم بالے خان صاحب کی پوتی اور فیض میر خان صاحب کی نواسی ہے۔ احباب کرام سے زچہ و بچی کی صحت و سلامتی اور درازی عمر و نیک صالحہ بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر /۲۵ روپے) (انیس احمد خان مدرسہ احمدیہ قادیان)

بقیہ صفحہ ۱۳

جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اور میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھ کر رکھا ہے۔ آسمان سے انوار نازل ہو رہے ہیں۔ ایسے پاک انقلابات برپا ہو رہے ہیں اور مزید برپا ہونے کا زمانہ آگیا ہے۔ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نیک دور سے زیادہ سے زیادہ متمتع اور فیض پانے کا اہل بنا دے ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ان ہواؤں کے رخ پر آگے بڑھتے چلے جائیں۔ جو ہوائیں اللہ تعالیٰ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے لئے غیب سے چلادی ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آیئے اب ہم دعا میں شامل ہو جاتے ہیں۔

## حوالہ جات

(۱)۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۹۵۔ (۲)۔ دافع البلاء روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۱۔ (۳) روزنامہ الفضل ۵ جنوری ۱۹۴۸ء۔ (۴) الفضل ۵ جنوری ۱۹۲۲ء (۵) امراء القیس، قصیدہ میمیہ (۶) "اصحاب احمد" حصہ دوم صفحہ ۱۴۱ طبع اول اگست ۱۹۵۲ء مؤلف ملک صلاح الدین احمد صاحب۔ (۷) "اصحاب احمد" جلد نہم صفحہ ۲۹۵ تا ۲۹۸ طبع دوم مکتبہ اصحاب احمد قادیان (۸) رجسٹر روایات صحابہؓ جلد ۱۴ (غیر مطبوعہ) صفحہ ۲۸ - ۲۹ - (۹)۔ اخبار بدر ۱۳ مارچ ۱۹۰۴ء (۱۰) اخبار ریاست ۲ دسمبر ۱۹۵۱ء (۱۱) "اصحاب احمد" جلد ہفتم صفحہ ۲۴۳، ۲۵۲ طبع اول اگست ۱۹۶۰ء (۱۲-۱۳) "اصحاب احمد" جلد یازدہم صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰ طبع اول ۱۹۶۲ء ناشر احمدیہ بک ڈپو ربوہ (۱۴) اخبار تنظیم امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۵ (۱۵) الفضل ۳ مئی ۱۹۴۴ء (۱۶)۔ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۴ تا ۴۵ (۱۷) ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۸۷ (۱۸)۔ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۰۵ (۱۹) تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۹

# درخواست ہائے دعائے مغفرت

(۱) :۔ افسوس کہ خاکسار کی والدہ محترمہ عطرہ بی بی صاحبہ مورخہ ۲۸/۱/۹۴ صبح سات بجے بعمر ۷۰ سال پنکال (اڑیسہ) میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور صوم و صلوٰۃ کی پابند اور حقوق اللہ و حقوق العباد کا پورا پورا خیال رکھنے والی تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب کرام سے مرحومہ کی مغفرت بلندی درجات اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ ملنے کیلئے نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (خاکسار۔ منیر احمد خان متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

(۲) :۔ افسوس کہ خاکسار کے والد مکرم واجد علی صاحب منڈل زعیم انصار اللہ سجاری (مغربی بنگال) مورخہ ۲/۳/۹۴ (۱۹ رمضان) کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نیک، مخلص اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ قبول احمدیت کے بعد سخت مخالفت کا سامنا کیا۔ تبلیغ کا بہت جذبہ رکھتے تھے۔ خلافت سے دلی عقیدت رکھتے تھے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں جن میں سے دو بیٹیوں کو بوجہ قبول احمدیت طلاق ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (خاکسار۔ ابو طاہر منڈل متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

## خلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

اگر تمہارے سینوں میں بغض و حسد و تکبر و سفلہ پن ہو تو پھر دوسرے دلوں میں آگ لگاؤ گے نور نہیں پھیلا سکتے۔ پس اتفاق کے بغیر ناممکن ہے کہ ہم زندہ رہیں۔ ایسے اتفاق کے بغیر جس کی طرف مسیح موعود علیہ السلام بلاتے ہیں، ہمارا نور دنیا میں پھیل نہیں سکتا۔ ہماری طاقتیں آپس میں ہی الجھ کر ختم ہو جائیں گی۔ پس آج جبکہ میں آپ کو بار بار دعوت الی اللہ کی طرف بلا رہا ہوں اور بتلا رہا ہوں کہ وہ دن آگئے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تیزی سے مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا میں پھیلے۔ تیز ہوائیں آپ کی تائید میں چل رہی ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپس میں الجھ کر آپ نے ان برکتوں سے فیض نہ پایا اور اپنی عمریں گنوا بیٹھے تو بہت بڑا گناہ ہے۔ اور ایسی نحوست ہے کہ جن کے حصہ میں آئے وہ نہ پیدا ہوتے تو بہتر تھا۔

حضور نے فرمایا کہ توحید کا اتفاق سے ایک گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ اگر آپ موحّد ہیں تو آپ میں لازماً وہ صفات پیدا ہوں گی؛ جس کے نتیجہ میں بکھری ہوئی جمعیتیں بھی دوبارہ جمعیت اختیار کر جائیں۔ لیکن وہ لوگ جن کی نحوست سے جمعیتیں بکھرنے لگتی ہیں۔ وہ مشرک ہیں، ان کا توحید سے کوئی تعلق نہیں ہے انہوں نے اپنے نفسوں میں بت بنا رکھے ہیں۔ ان کی انانیت ہے جس کی وہ پوجا کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو اگر تفرقہ نہ ہوتا تو آج ناممکن تھا کہ اسلام کے سوا کوئی اور مذہب دنیا میں دکھائی دیتا۔ جن جماعتوں میں اتفاق نہیں ہوتا وہاں سے تبلیغ کی برکت اٹھ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ وہ دل جو غریبوں کی ہمدردی سے عاری ہے، وہ دل جسے یتیم کا دکھ محسوس نہیں ہوتا وہ خدا کے کاموں پر فدا ہونے کی کوئی صلاحیت نہیں رکھتا۔ فدائیت کے لئے دردمندی چاہیئے۔ جسے پتہ ہی نہیں کہ دکھ ہوتے کیا ہیں۔ اور ان میں شریک ہونے کے لئے اس میں بے قرار طلب پائی نہیں جاتی اس نے خدا کا کیا کام کرنا ہے!؟

حضور نے فرمایا کہ اپنی عبودیت کا خالص تعلق تمام ربوبیت سے جوڑ لو تو اس کے نتیجہ میں تم اس لائق ٹھہرو گے کہ روح القدس عطا ہوگی۔ آج جو آسمان سے جماعت پر صدق کی روح اتر رہی ہے اور پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ آپؑ نے ساری زندگی دکھ محسوس کیا ہے۔ ساری زندگی اپنی جان اسلام پر فدا کی ہے۔ پس یہ جو خدا کے پاک وجودوں کی دعائیں ہیں یہ صرف اُن کی زندگیوں تک ہی نہیں رہتیں بلکہ ان کے بعد ان کے زمانہ میں منتج ہو جایا کرتی ہیں۔ پس جتنے بھی فیض آج نازل ہوں یا کل نازل ہوں گے اس کا گہرا تعلق اُس امام برحق سے ہے جسے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول دعاؤں نے پیدا کیا۔ یعنی امام مہدی علیہ السلام۔

حضور نے فرمایا وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ان کو اُن کے رب کی طرف سے خوشخبری دو کہ ان کے لئے قدم صدق ہے ان کے رب کے نزدیک یعنی اس لئے وہ خدا کو پیارے ہیں کہ قدم صدق رکھتے ہیں۔ یعنی خالی ایمان کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ ایمان لانے کے بعد قدم صدق اختیار کیا۔ حضور نے فرمایا صبر سے ان راہوں پر قدم مارتے رہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو جو دیکھنا چاہتے ہیں وہ بننے کی صدقِ دل سے اور صدقِ قدم کے ساتھ کوشش کریں۔ اللہ کرے ہم وہ جماعت بن جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پاک تصور میں دیکھی۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## جنوبی ہند احمدیہ ریجنل کانفرنس

صوبہ ہائے کیرلہ۔ کرناٹک۔ تامل ناڈو اور آندھرا پردیش کی سالانہ ریجنل کانفرنس مورخہ یکم۔۲۔۳ اپریل ۹۴ء کو ارناکلم شہر میں منعقد کی جا رہی ہے۔ یہ کانفرنس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے عظیم الشان نشان خسوف و کسوف کی صد سالہ تقریب پر بھی مشتمل ہوگی۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے احباب مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا عمدہ انتظام ہے۔ البتہ مستورات کیلئے اپنے طور پر مقامی LODGES میں انتظام کرنا پڑے گا۔ خواہشمند احباب قبل از وقت ہمیں مطلع فرمائیں۔

محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ

خط و کتابت کا پتہ:۔

ABDUR RAHMAN KAKKANAD.
CONVENER AHMADIYYA MUSLIM REGIONAL CONFERENCE
43/1367 PRIYAM VADA BUILDINGS
POWER HOUSE EXTN. ROAD. ERNAKULAM NORTH
KOCHI - 682018 (KERALA)

## ضروری اعلان
### از دفتر بیت المال آمد۔ قادیان

بھارت کی جماعت کے ایک دوست نے بینک سے ملنے والے INTEREST کو انفرادی طور پر ڈش انٹینا کے لئے بطور اشاعت خرچ کرنے کے سلسلہ میں مرکز سے استفسار کیا تھا چنانچہ نظارت اشاعت قادیان نے اس سلسلہ میں حضور انور سے راہنمائی حاصل کی ہے۔ حضور انور کا ارشاد تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے تحریر ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"بینک سے ملنے والے INTEREST کو اس طرح انفرادی طور پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ورنہ کسی کا نفس کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اس کے غلط استعمال کرنے کا موجب بن سکتا ہے۔ ایسی رقم مرکز کو ادا کرنی چاہیئے۔ مرکز از خود اُسے اشاعتِ اسلام کے لئے خرچ کرے گا۔ اگر کوئی ایسی رقم بطور چندہ اشاعتِ اسلام، مرکز کو ادا نہیں کرنا چاہتا تو بیشک نہ کرے۔ لیکن اس طرح انفرادی طور پر استعمال کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔"

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

## ضروری اعلان برائے موصیان

آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم فرمودہ نظام وصیت میں شامل ہو کر ایک بہت بڑی سعادت حاصل کی ہوئی ہے۔ اور اپنی خوشی اور مرضی سے زندگی بھر کے لئے وصیت کے ذریعہ سے یہ عہد کیا ہے کہ آپ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے اشاعتِ اسلام کی غرض سے اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرتے رہیں گے۔ یہ ایک مبارک عہد ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عہد پر قائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

یہ امر بہت تعجب اور افسوس کا باعث ہے کہ بعض موصیان / موصیات اس عہدِ وصیت کو ایک عرصہ سے باقاعدگی کے ساتھ نہیں نبھا رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اُن کے ذمہ حصہ آمد کا بقایا بہت ہو گیا ہے۔

### قاعدہ نمبر ۴۰۹ نیا قاعدہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:۔
(قواعد وصیت نمبر ۶۸ - ۶۹ - ۷۰)

"جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت (حصہ آمد) ادا نہ کرے یا فارم اصل آمد پُر نہ کرے۔ اور نہ دفتر سے معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے تو صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ بعد مناسب تنبیہہ اس کی وصیت منسوخ کر دے۔ اور موصی جو رقم بھی حصہ وصیت میں ادا کر چکا ہو اس کے واپس لینے کا اُسے حق نہ ہوگا۔ جس موصی کی وصیت انجمن کی طرف سے منسوخ کر دی جائے وہ جماعتی عہدیدار نہیں بن سکے گا۔"

اپنے حصہ آمد کا مندرجہ ذیل ارشادات کے مطابق جائزہ لیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

(۱)۔ "میں نے ان تمام کیسز کا بغور مطالعہ کیا ہے اور یہ عجیب بے تکی بات نظر آئی ہے کہ مختلف طوعی تحریکات وغیرہ میں تو ان کے چندے کی ادائیگی کافی ہے۔ جبکہ وصیت کی ادائیگی ۱۵/- ۲۰/- 30/- وغیرہ پر ہے۔ جو کہ دیگر چندوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے ...... وصیت میں اتنے کم ماہوار چندے کے کیا معنی ہیں؟"

(۲)۔ اسی طرح محترم ناظر صاحب خدمتِ درویشان ربوہ نے اپنی چٹھی $\frac{175}{15-8-91}$ میں وضاحتاً تحریر کیا کہ:۔

"اصل میں قربانی کے تسلسل کیلئے تحریک کی جاتی ہے جن کی کوئی آمدنی نہیں وہ کم از کم اپنے ماہوار خورد و نوش (کھانے پینے) کے اخراجات پر چندہ ادا کیا کریں۔ لیکن اس کی کوئی رقم جماعت کی طرف سے مقرر نہیں کی جاتی۔ بلکہ موصی / موصیہ اپنے مالی حالات کے پیشِ نظر مقرر کر کے اطلاع دیتے ہیں۔ مجلس کارپرداز چھان بین کرتی ہے کہ کیا یہ رقم ان کے رہن سہن کے مطابق ہے یا نہیں۔"

لہٰذا مندرجہ بالا قاعدہ کی روشنی میں یہ نوٹس (NOTICE) دیا جا رہا ہے۔ مہربانی فرما کر اس نوٹس کی اطلاع کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے حصہ آمد اور اپنا تمام بقایا ادا کر دیں یا ادائیگی کے لئے دفتر کے توسط سے مجلس کارپرداز سے مہلت حاصل کر لیں۔ ورنہ وصیت منسوخ ہو جائے گی۔

اُمید ہے کہ آپ اپنی وصیت کو منسوخ ہونے سے بچانے کے لئے فوری توجہ فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ آمین۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

## مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کا داخلہ

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مدرسہ احمدیہ قادیان میں نیا تعلیمی سال ۱۶ اگست ۱۹۹۴ء کو شروع ہوگا۔ خواہشمند اُمیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر نظارت تعلیم میں ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔ داخلے کی شرائط درج ذیل ہیں:-

۱۔ درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳۔ کم از کم میٹرک یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجوایٹ پاس کی عمر ۲۱ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے پر غور ہو سکتا ہے۔ حفظ کلاس کے لئے عمر ۱۰-۱۲ سال سے زائد نہ ہو اور قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

۶۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلے کے لئے موزوں ہے۔

۷۔ درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفیکیٹ امیر/صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹوگراف پاسپورٹ سائز ۱۰ جولائی ۱۹۹۴ء تک ارسال کریں۔

۸۔ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اُترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کی اطلاع بعد جائزہ درخواست بعد میں انفرادی طور پر کی جائیگی۔

**نوٹ:-**

(۱)۔ قادیان آنے کے لئے سفر کے اخراجات اُمیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔

(۲)۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہو جانے کی صورت میں واپس سفر اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔

(۳)۔ قادیان آتے وقت اپنے ہمراہ موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی، بستر وغیرہ ہمراہ لے کر آئیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

## منظوری ممبران مجلس وقفِ جدید قادیان

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم جنوری ۱۹۹۴ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۴ء ایک سال کے لئے مندرجہ ذیل ممبران مجلس وقفِ جدید قادیان کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور ہم سب کو حضور انور کے منشاء مبارک کے مطابق خدمات سلسلہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ناظم وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

۱۔ محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد ......... صدر مجلس وقفِ جدید

۲۔ محترم سید تنویر احمد صاحب ......... ناظم وقفِ جدید

۳۔ محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب ......... ممبر

۴۔ محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری ......... ممبر

۵۔ محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ......... ممبر

۶۔ محترم چوہدری بدرالدین صاحب عامل ......... ممبر

۷۔ محترم جمیل احمد صاحب ناصر ......... ممبر

۸۔ محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب ......... ممبر

۹۔ محترم ماسٹر مشرق علی صاحب ......... ممبر

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبویؐ
اَطِعْ اَبَاكَ
(اپنے باپ کی اطاعت کر)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان
PHONE NO. 04524 - 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

POULTECH CONSULTANT & DISTRIBUTORS
DEALERS IN:- DAY OLD BROILER CHICKS. POULTRY FEED. MEDICINES & ALL TYPES OF POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE/RESIDENCE :- 58 - ISHRAT MANZIL, NEAR POLICE STATION, WAZIR GANJ. LUCKNOW - 226018.
PHONE :- 245860.

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

NEVER BEFORE
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
Soniky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34, A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD. CALCUTTA - 15.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:
43 - 4028 - 5137 - 5206